لمحاتِ سرور

مختصر تذکرہ قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین سند العارفین غوث الزماں حضرت خواجہ حافظ محمدعبدالحق باباجی صاحب دامت برکاتہم العالیہ زیب آستانہ عالیہ بحرالحق شریف ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ دریائے رحمت شریف

مولانا حافظ محمد نصیر الحق غفرلہ ولوالدیہ

ناشر : الحق ڈیجیٹل اکیڈمی پیرسباق شریف نوشہرہ

03101297961

سفرِ علم و روحانی

اپریل 2015 کی ایک یادگار صبح، جب میرا آخری فزکس کا عملی امتحان مکمل ہوا، تو میں ایک 20 نئے سفر کے آغاز کے لیے تیار تھا۔ گھر پہنچتے ہی، کھانے سے فراغت پائی اور سامان، جو پہلے سے ہی ترتیب میں تھا، اٹھایا۔ وہ لمحہ میرے لیے نہایت پُرسوز تھا جب والدہ ماجدہ نے اپنی مامتا بھری دعاؤں کے سائے میں مجھے رخصت کیا۔ ان کی آنکھوں میں امید کی چمک اور لبوں پر محبت و دعا کی سرگوشیاں تھیں۔

یہ میری زندگی کا پہلا علمی اور روحانی سفر تھا—ایک ایسا سفر جو صرف ظاہری مسافت نہیں، بلکہ باطنی روشنی کی طرف بھی ایک قدم تھا۔ میں "دریائے رحمت شریف" کی طرف حفظِ قرآن کے لیے روانہ ہوا، جہاں علم کے چراغ روشن ہوتے اور قلوب کو نور کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

تقریباً عصر کے وقت، جب سورج اپنی آخری کرنیں بکھیر رہا تھا، ہم دریائے رحمت شریف پہنچے۔ فضا میں ایک عجیب سی روحانی سکون تھا، جیسے ہوا میں تسبیح و تہلیل کی خوشبو بسی ہو۔ یہ جگہ میرے لیے اجنبی نہ تھی، مگر آج میں یہاں طالبِ علم کی حیثیت سے آیا تھا، ایک ایسے راہرو کی طرح جو معرفت کے راستے پر پہلا قدم رکھ رہا ہو۔

یہ سفر محض کتب و سبق تک محدود نہ تھا، بلکہ ایک روحانی تربیت تھی، ایک ایسا آغاز جس نے میری زندگی کو بدل کر رکھ دینا تھا...

سفرِ حفظ اور ماں کی دعائیں

دریائے رحمت شریف پہنچتے ہی ایک محبت بھرا استقبال ہمارا منتظر تھا۔ قاری محمد سلیمان صاحب نے شفقت کے ساتھ ہمارا خیرمقدم کیا، اور میں جانتا تھا کہ اب اسی استاد محترم سے زانوئے تلمذ طے کرنا ہے۔ میرے ساتھ میرے دو بھتیجے، ظاہر احمد اور صفی اللہ بھی اس قافلے کا حصہ تھے، مگر وہ زیادہ عرصہ نہ ٹِک سکے۔ شاید اس کی ایک بڑی وجہ والدین کا بےحد لاڈ و پیار تھا۔ ان میں سے ایک کی زبان سے اکثر یہ سننے کو ملتا کہ "یہاں حفظ کی سند نہیں دی جاتی"، اور یوں رفتہ رفتہ ان کی واپسی کا سفر شروع ہوگیا۔

لیکن میرے لیے یہ سفر کچھ اور تھا، ایک آزمائش اور ایک تربیت! جب بھی میں گھر فون کرتا اور ماں سے کہتا کہ آنا چاہتا ہوں، تو وہ نرمی سے، مگر مضبوط لہجے میں جواب دیتیں: "آ کے کیا کرو گے؟ نہ آؤ تو ہی اچھا ہے!" یہ جملہ سن کر عجیب سی کیفیات دل میں آتیں۔ کبھی خیال گزرتا کہ میرے بھتیجوں کو تو ان کے والدین خود بلاتے رہتے ہیں، لیکن میری ماں مجھے روک رہی ہیں! کیا مجھے یاد نہیں کرتیں؟ مگر حقیقت کچھ اور تھی۔

یہ ماں کی محبت کا ایک انوکھا انداز تھا، جسے وقت نے آکر واضح کیا۔ انہی کی برکت سے، انہی کی دعاؤں سے، اور اللہ کے فضل و کرم سے میں نے اپنا حفظ مکمل کیا۔ 2016 میں پہلی مرتبہ

چھبیس پارے تراویح میں سنائے، اور اس کے بعد الحمدللہ، ہر سال رمضان میں پورا قرآن مجید تراویح میں سنانے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

یہ سفر محض الفاظ کا نہیں، بلکہ ضبط، استقامت، اور ماں کی دعاؤں کی تاثیر کا تھا۔ جو کبھی دل میں خلش چھوڑتی تھیں، وہی باتیں آج میرے لیے روشنی کا مینار بن گئیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس عظیم نعمت سے نوازا۔

ماں کی دعا اور جدائی کا لمحہ

مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب بھی گھر آتا، ایک یا دو دن رہتا، اور پھر واپسی کی گھڑیاں آ جاتیں۔ کریم و شفیق والدہ ہمیشہ بڑی محبت اور شفقت سے مجھے رخصت فرماتیں۔ ہر بار ان کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں ایک عجیب سی روشنی ہوتی، جیسے وہ میری جدائی پر صبر بھی کر رہی ہوں اور میرے سفر کی برکتوں پر خوش بھی ہوں۔

لیکن ایک دن کا وہ منظر میرے دل و دماغ میں کچھ یوں بس چکا ہے کہ شاید ہی کبھی مٹ سکے۔ حسبِ معمول، چھٹی گزار کر واپس جا رہا تھا۔ موسم گرم تھا، ہم اوپر والے کمروں میں سوتے تھے، مگر وہ دن ایسا تھا جو صرف گرم موسم کا نہیں بلکہ جذبات کی گرمی کا بھی تھا۔ میں نیچے آیا، سیڑھیوں سے سامان سفر اٹھایا، اور جیسے ہی دروازے سے نکلنے لگا، اچانک ایک خیال آیا کہ مڑ کر دیکھوں...

اور جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ لمحہ میری روح میں پیوست ہو گیا۔ والدہ ماجدہ وہاں کھڑی تھیں، کچھ پڑھ رہی تھیں—شاید کوئی دعا، شاید کوئی آیت، شاید کوئی ایسا ورد جس کی تاثیر میرے ساتھ رہتی۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھیں، آنکھوں میں بےپناہ شفقت، محبت اور وہ بےساختہ دعا جو زبان سے نکلے بغیر بھی آسمان کی طرف پرواز کر رہی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر میرا دل بھر آیا، اور آنکھیں بھیگ گئیں۔ میں نے فوراً چہرہ موڑ لیا تاکہ وہ میرے آنسو نہ دیکھ سکیں، مگر دل جانتا تھا کہ وہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں، وہ سب کچھ محسوس کر رہی تھیں۔ وہ ماں تھیں—وہی ماں، جو اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے خدا کے راستے پر روانہ کر رہی تھی، اور اس کے ہر قدم پر دعائیں بکھیر رہی تھی۔

!یہ لمحہ، یہ محبت، اور یہ دعا... آج بھی میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے

دیدارِ مرشد اور فیصلۂ زندگی

یہ سوال کہ میں نے دریا شریف ہی کیوں چُنا، جبکہ قرب و جوار میں بے شمار مدارس موجود تھے، اس کا جواب ایک واقعے میں پوشیدہ ہے—ایک ایسا لمحہ جو میری زندگی کا رخ بدلنے کا سبب بنا۔

یہ غالباً 2012 کی بات ہے، جب میرے ماموں کو دل کی تکلیف لاحق ہوئی اور انہیں سٹنٹ لگوائے گئے۔ اسی موقع پر سیدی و مرشدی، حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اس سے پہلے میں نے صرف ان کا نام سن رکھا تھا، مگر اس دن پہلی بار ایک ولئ کامل کا دیدار نصیب ہوا۔

دریا شریف سے ہمارا روحانی تعلق دہائیوں پر محیط تھا—تقریباً ساٹھ، ستر سال سے ہمارے خاندان کا ہر فرد اس نام کو ادب و احترام سے لیتا تھا۔ مگر میرے دل میں دریا شریف جانے کا اصل شوق اس دن پیدا ہوا، جس دن مرشد پاک سے پہلی بار روحانی تعلق کا احسانی لمحہ نصیب ہوا۔

جب مرشدِ پاک بیمار پرسی کے بعد واپس جانے لگے، تو میرا دل بےقرار تھا کہ ایک بار پھر ان کا دیدار نصیب ہو۔ میں راستے میں کھڑا ہوگیا کہ جب ان کی گاڑی گزرے تو شرفِ زیارت حاصل کر سکوں۔ جب گاڑی میرے قریب پہنچی، میں نے ادب سے سلام عرض کیا اور ہاتھ اٹھائے۔ گاڑی تو آگے بڑھ گئی، لیکن میرا دل جیسے وہیں ٹھہر گیا۔ میں نے دیکھا کہ مرشدِ پاک نے بھی دونوں ہاتھ اٹھائے، اور نہ صرف سلام کا جواب دیا بلکہ محبت بھری شفقت کے ساتھ ذرا مڑ کر میری طرف بھی ہاتھ ہلایا۔

بس، وہ لمحہ تھا اور میرا فیصلہ تھا۔ میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اگر میں کسی جگہ پڑھوں گا، تو اسی مردِ کامل کے زیرِ سایہ، اسی دریا شریف میں! اس وقت میری عمر کم تھی، مگر اس محبت بھری توجہ اور کرم نوازی نے میرے دل پر ایسا نقش جما دیا کہ میں ان کی محبت میں کھو گیا۔

یہی شوقِ دیدار، یہی روحانی کشش، اور یہی مرشدِ پاک کی محبت میرے دریا شریف جانے کا سبب بنی۔ اور آج جب میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں، تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک لمحہ نہیں تھا، بلکہ میری تقدیر کا ایک فیصلہ تھا—جس میں ایک ولئ کامل کی نظرِ کرم نے میری روح کو اس راہ سے جوڑ دیا۔

یہ تحریر پہلے ہی بہت خوبصورت اور مؤثر ہے، لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسے مزید روحانی اور پرکشش انداز دیا جائے، تو چند جملوں میں نرمی، والہانہ پن، اور مزید جذبات کی گہرائی شامل کی جا سکتی ہے۔

شرفِ غلامی اور پہلی باقاعدہ ملاقات

23 اپریل 2015، جمعرات شریف کا وہ مبارک دن، جس کا ہر لمحہ آج بھی دل کے نہاں خانے میں اسی تروتازگی کے ساتھ محفوظ ہے جیسے ابھی کل کی بات ہو۔ دریا شریف میں آئے ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ وہ سعید گھڑی آن پہنچی، جب قسمت کے دریچے کھلے اور میں نے پہلی بار سیدی و مرشدی کی باقاعدہ زیارت اور شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ یہ وہ لمحہ تھا جس نے میرے دل پر ہمیشہ کے لیے محبت و عقیدت کی مہر ثبت کر دی، وہ لمحہ جب میری روح کو اپنے اصل مرکز کی پہچان ہوئی۔

اس بابرکت مجلس میں قاری محمد سلیمان صاحب کے علاوہ دربارِ شریف کے کئی دیگر طلبہ بھی موجود تھے، مگر میرے لیے یہ کوئی عام نشست نہ تھی—یہ ایک روحانی میزبانی تھی، جہاں فیضان و کرم کے دروازے کھلنے والے تھے۔

اسی دن، میں نے سیدی و مرشدی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اور شرفِ غلامی کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ مبارک ساعت، وہ نورانی ماحول، اور وہ محبت بھرا لمس، آج بھی میرے وجود میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

آپ زمین پر دو زانو جلوہ افروز تھے، سرِ انور پر عمامہ شریف کی بہار تھی، اور چہرۂ انور سے ایسی روحانی روشنی پھوٹ رہی تھی کہ ہر دیکھنے والا خود کو ایک خاص کشش میں گرفتار پاتا۔ محفل محبت و شفقت کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔ آپ ہر ایک سے فرداً فرداً نہایت پیار اور شفقت سے مل رہے تھے، سب کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے، اور ہمیں بھی شرفِ دست بوسی و قدم بوسی نصیب ہو رہا تھا۔ یہ وہ کیفیت تھی جیسے ایک شفیق باپ اپنی اولاد کو سینے سے لگا رہا ہو۔

جب میری باری آئی، تو عاجزی اور شرمندگی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آپ کے قریب پہنچا۔ میرے چہرے پر پھیلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے آپ مسکرائے، وہ محبت بھری مسکراہٹ جس میں ایک جہاں کی شفقت و کرم سموئی ہوئی تھی، اور فرمایا:

"طبعیت شریف ٹھیک ہے؟ بڑی نوازش، بڑی نواز!"

یہ الفاظ میرے لیے کسی عام جملے کی مانند نہ تھے، بلکہ وہ متاعِ جاں بن گئے، جو آج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں اور دل کی دنیا میں کیف و سرور کی ایک لہر دوڑا دیتے ہیں۔

یہ تقریباً رات دس بجے کا وقت تھا، اور آپ نے خود تاخیر کی وجہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"کچھ اہلِ حدیث علماء آئے تھے، ان سے ملاقات ہو رہی تھی، اس لیے آپ لوگوں سے ذرا تاخیر سے مل رہا ہوں۔"

یہ جملہ سن کر دل میں ایک عجیب احساس پیدا ہوا کہ مرشدِ پاک کا ہر لمحہ کتنا قیمتی ہے، اور ہم پر ان کی توجہ کس قدر بڑی نعمت ہے!

یہ وہ مبارک ملاقات تھی، جس میں محبت، شفقت، اور تعلقِ غلامی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ایک لمحے نے میری زندگی کو ایک نئی جہت دی، میرے دل میں ایسا چراغ روشن کر دیا جو کبھی بجھنے والا نہیں۔ میں سمجھ چکا تھا کہ میں نے جس کشتی میں قدم رکھا ہے، وہ ساحلِ کرم تک ضرور پہنچائے گی، ان شاء اللہ!

محفلِ کرم اور برکتوں کی تقسیم

یہ نورانی محفل اختتام پذیر ہونے کو تھی، مگر ہر دل کی تمنا تھی کہ یہ ساعتیں تھم جائیں اور یہ لمحے ہمیشہ کے لیے امر ہو جائیں۔ سیدی و مرشدی کی محبت و شفقت کی بارش برس رہی تھی، اور ہر ایک روحانی طور پر سیراب ہو رہا تھا۔

جب محفل برخاست ہونے لگی، تو مرشدِ کریم نے اپنے خادمِ خاص، افضل گھگھڑ صاحب کو قریب بلایا۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں میں تھامے ہوئے دس دس روپے کے بالکل نئے نوٹوں کا ایک گتہ انہیں عطا فرمایا اور نہایت شفقت و محبت سے ارشاد فرمایا:

سب میں تقسیم کر دو، مگر دائیں طرف سے شروع کرنا! یہی ہمارے آقا محمد مصطفی ﷺ کا طریقہ اور سنتِ مبارکہ ہے۔

یہ ارشاد سن کر دل کی دنیا میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ یہ کوئی عام تقسیم نہ تھی، بلکہ اس میں سنتِ نبوی ﷺ کی برکت اور اتباعِ مصطفوی ﷺ کا نور جھلک رہا تھا۔

یہ حکم براہِ راست اس عظیم نبوی طریقہ پر عمل تھا جسے تیمن کہا جاتا ہے—یعنی کسی کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کا مبارک معمول یہی تھا کہ آپ ہر مستحب اور پاکیزہ عمل کو دائیں طرف سے شروع فرماتے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

""كانَ النبيُّ ﷺ يُعجِبُهُ التَّيَمُّنُ في تَناوُلِهِ، وتَرَجُّلِهِ، وتَطَهُّرِهِ، وفي شَأْنِهِ كُلِّهِ."
(صحیح البخاری: 168)

"نبی اکرم ﷺ کو ہر چیز میں دائیں طرف (سے آغاز) پسند تھا، خواہ وہ جوتا پہننا ہو، کنگھی کرنا ہو، وضو کرنا ہو یا کوئی اور معاملہ۔"

یہ وہ برکتوں بھرا اصول ہے جس پر چلنے والا سنتِ مصطفی ﷺ کی روشنی میں زندگی گزارتا ہے۔ مرشدِ کریم کا یہ معمول ہمیں سکھا رہا تھا کہ چھوٹے سے چھوٹے عمل میں بھی اگر نبی کریم ﷺ کے طریقے کو اختیار کیا جائے تو وہ عام نہیں رہتا، بلکہ سنتِ مبارکہ کی روشنی سے درخشاں ہو جاتا ہے۔

جب خادمِ محترم نے دائیں طرف سے نوٹوں کی تقسیم شروع کی، تو ہر شخص نے عقیدت و احترام کے ساتھ اس عطا کو قبول کیا۔ یہ دس روپے کے عام نوٹ نہ تھے، بلکہ یہ سنتِ نبوی ﷺ کے اتباع کا درس اور مرشدِ کریم کی توجہ و برکت کا تحفہ تھے۔

یہ محفل ختم ہو گئی، مگر وہ لمحہ، وہ سخاوت، وہ اتباعِ سنت کا حسین منظر آج بھی دل کے نہاں خانوں میں تازہ ہے۔ میں سمجھ چکا تھا کہ اللہ والوں کی عطا میں ظاہری قیمت نہیں دیکھی جاتی، بلکہ

اصل دولت ان کی نظرِ کرم، محبت، اور اتباعِ مصطفی ﷺ کی روشنی ہے، جو دلوں کو ہمیشہ کے لیے منور کر دیتی ہے

سیدی و مرشدی کا ذکرِ خیر

یہاں میں اپنے محترم، معظم، اور مکرم سیدی و مرشدی کا مختصر ذکرِ خیر کرتا ہوں، جو اس دور میں رشد و ہدایت کا مینار، معرفت و طریقت کے روشن چراغ، اور اہلِ دل کے لیے مرکزِ سکون ہیں۔

آپ کی ذاتِ گرامی مجسمِ تقویٰ، پیکرِ اخلاص، اور روحانی علوم کا خزینہ ہے۔ آپ کی صحبت سعید وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو قلوب کو منور کرتی ہے، اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ وہ رہنمائی ہے جو مسافرانِ راہِ حق کے لیے مشعلِ راہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ عاطفت کو تا دیر سلامت رکھے، آپ کے علم و فیضان کو مزید وسعت دے، اور ہمیں آپ کی صحبت و خدمت کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

اسمِ گرامی کی روحانی نسبت

ابتدا میں آپ کا اسمِ گرامی "عبدالصبور" تھا، مگر تقدیر میں آپ کے لیے ایک اور اعلیٰ نسبت اور برکت لکھی جا چکی تھی۔ آپ کے والدِ گرامی، سند العارفین، عمدة الواصلین، سلطان الاولیاء، مرشد العلماء والصلحاء والصوفیاء، عارف باللہ، آفتابِ طریقت، ماہتابِ شریعت، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حضور قبلہ عالم حافظ عبدالغفور المعروف دریا باباجی صاحب مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے معرفت و کشف کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا۔

ایک شب، جو یقیناً نور و انوار سے معمور تھی، حضرت تاجدارِ مانکی شریف، غوث الزمان، حضرت خواجہ عبدالحق ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب، کشف یا مراقبہ کے ذریعے حضرت باباجی صاحبؒ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اپنے اس چہیتے اور لاڈلے فرزندِ ارجمند کا نام میرے نام پر رکھو!"

یہ ایک عام خواب نہ تھا بلکہ ایک روحانی پیغام تھا، ایک سلسلۂ فیضان تھا جو نسبتوں کے چراغ روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت باباجی صاحبؒ نے اس الہامی اشارے کو قبول کرتے ہوئے، اپنے لختِ جگر کا نام محمد عبدالحق صاحب صاحب دامت برکاتہم القدسیہ رکھا ۔

یہ محض ایک نام نہ تھا، بلکہ ایک نسبت، ایک نشانی، ایک فیضان تھا جو روحانی سلسلوں کی برکتوں کو دوام بخشنے کے لیے عطا کیا گیا۔ یہ وہ نام تھا جو معرفت کے دروازے کھولنے والا، قلوب کو ایمان و یقین کی روشنی دینے والا اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی نوید دینے والا بن گیا۔

ولادت با سعادت

آپ کی ولادت باسعادت 1947 میں سرزمینِ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل حضرو کے مردم خیز گاؤں دریا شریف میں ہوئی۔ یہ وہ بابرکت خطہ ہے جس نے کئی اولیاء، صلحاء اور علمائے ربانیین کو اپنی گود میں پروان چڑھایا۔

آپ کی پیدائش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو علم و عرفان، زہد و تقویٰ، اور روحانی عظمت کا مرکز تھا۔ آپ کی ابتدائی زندگی ہی سے روحانی فیوض و برکات کے آثار نمایاں تھے، اور آپ کا گھرانہ اسلامی اقدار اور معرفتِ الٰہی کا ایک حسین مظہر تھا۔

مرشدِ پاک کے والد ماجد – حضرت خواجہ خواجگان سلطان العارفین حضرت حافظ محمد عبدالغفور صاحب المعروف ثانی لا ثانی دریوی باباجی رحمۃ اللہ علیہ

وہ ہستیاں، جن کا ذکر قلب کی دنیا کو منور کر دے، اور جن کے تذکرے سے روحانیت کے دروازے کھل جائیں، وہ محض نام نہیں بلکہ عرفان و حکمت کے مینار ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک ہستی حضرت خواجہ خواجگان، سلطان العارفین، حضرت حافظ محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، ولی کامل، اور عرفانِ حقیقی کے امین تھے۔ آپ کو دنیا "ثانی لا ثانی دریوی باباجی" کے لقب سے جانتی ہے، اور آپ کی نسبتوں کی برکت سے آج بھی اہلِ دل ہدایت کی روشنی پا رہے ہیں۔

سلسلہ نسب - ایک عظیم روحانی تسلسل

غوث الزماں محبوب الاولیاء زینت المشائخ سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق باباجی صاحب ابن

حضرت قبلہ قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، اکمل الکاملین قطب الاقطاب، سند المتوسلین، سید العاشقین، سراج الاولیاء، سید الاصفیاء، شیخ التصوف، امام الطریقت، واقف رموز حقیقت، حضرت قبلہ عالم الحافظ محمد عبدالغفور المعروف باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ابن شمس العلماء، افضل الفضلاء، الامام فی المیراث والنظم، استاد الاساتذہ، حضرت قبلہ محمد جی صاحب

ابن حضرت محمد سعید صاحب

ابن حضرت محمود صاحب

یہ سلسلۂ نسبت ظاہر کرتا ہے کہ آپ کا خانوادہ صدیوں سے علم و روحانیت کا سرچشمہ رہا ہے، جہاں علمی بصیرت، تصوف کے اسرار اور روحانی تربیت کے خزانے نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔

نوٹ

حضرت خواجہ محمد عبدالغفور المعروف دریا باباجی صاحب کا ذکر محض چند الفاظ میں سمیٹنا ممکن نہیں۔ آپ کی شخصیت کے علمی، روحانی، اصلاحی، اور مجاہدانہ پہلوؤں پر لکھنے کے لیے ایک مفصل اور ضخیم دفتر درکار ہے۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں معرفت و ولایت کے ایسے انمول خزانے موجود ہیں جنہیں بیان کرنے کے لیے صفحات در صفحات بھی کم پڑ جائیں۔

آپ کے کچھ حالات لمعات نور میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔

دادا جان – حضرت شمس العلماء مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

علم و حکمت کے وہ آفتاب، جن کی روشنی برصغیر کے علمی و روحانی حلقوں میں پھیلی رہی، جن کی زبان سے نکلے الفاظ گویا معرفت کے موتی، اور جن کی مجلسیں اربابِ علم و عرفان کے لیے سرچشمۂ فیض تھیں—یہ ہیں حضرت شمس العلماء مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو سیدی مرشدی حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتھم القدسیہ کے دادا گرامی اور حضرت دریوی باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں۔

علمی و روحانی مرتبہ

آپ کی ذات علومِ دینیہ، فقہ، تفسیر اور فنِ نظم میں ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتی تھی۔ علمِ میراث میں آپ کو برصغیر کا امام مانا جاتا، اور فقہ و اصول میں آپ کی رائے کو مسلمہ حیثیت حاصل تھی۔ تصوف کے رموز و نکات میں بھی آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا، اور اہلِ طریقت آپ کی صحبت کو باعثِ سعادت سمجھتے۔

استاد الاساتذہ

آپ صرف خود علم کے دریا نہیں تھے بلکہ آپ سے علم کے بے شمار چشمے پھوٹے۔ آپ کے تلامذہ نے برصغیر میں علم و حکمت کی شمعیں روشن کیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو استاد الاساتذہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

روحانی نسبت اور فیوض و برکات

آپ کی ذات گرامی صرف ایک متبحر عالم ہی نہیں بلکہ عارف باللہ، عاملِ شریعت، اور کامل در طریقت تھی۔ آپ کے ذکر سے دلوں میں عشقِ الٰہی کی حرارت پیدا ہوتی، اور آپ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص گویا علم و معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی حیاتِ مبارکہ، علم و عمل کا ایسا حسین امتزاج ہے جو رہتی دنیا تک مشعلِ راہ رہے گا۔ یہی وہ پاکیزہ نسبتیں ہیں، جن سے سیدی مرشدی حضرت خواجہ محمد عبد الحق صاحب

دامت برکاتہم القدسیہ کو روحانی وراثت اور عرفانی فیضان ملا، اور آج بھی اس مبارک سلسلے سے فیوض و برکات جاری و ساری ہیں۔

دادا جان – ایک عظیم عالم اور صوفی

حضرت شمس العلماء مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بڑے عالم اور صوفی تھے۔ ان کے علمی اور روحانی مقام کا یہ عالم تھا کہ دور دراز سے طلبہ اور علما آپ کے پاس علم حاصل کرنے آتے۔ آپ کے شاگردوں نے آگے چل کر بڑے علمی کارنامے انجام دیے اور دین کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالا۔ یہاں آپ کے چند نمایاں شاگردوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

چند نمایاں شاگرد

(مولانا سرور شاہ صاحب شاہ منصوری (صوابی، خیبر پختونخوا .1

مولانا سرور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم تھے، جو شیخ رضاء الحق اور مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب کے دادا تھے۔ ان کے پوتے شیخ اعزاز الحق صاحب نے زڑہ مینہ، نوشہرہ میں :مولانا مقسط علی شاہ باچا کے مدرسے میں بتایا کہ

میرے دادا حضرت مولانا سرور شاہ صاحب شاہ منصوری دریا شریف میں حضرت حافظ صاحب" سے علمِ میراث پڑھتے رہے، اور میرے والد مولانا شمس الہادی شاہ منصوری صاحب بھی حضرت "حافظ صاحب کی مجلس میں جایا کرتے تھے۔

مولانا محمد حسین المعروف کامروی بابا .2

مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ، جو کامروی بابا کے نام سے معروف ہیں، حضرت مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں شامل تھے۔ وہ "قانونچہ کامروی" کے مؤلف ہیں، جو علم صرف کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہیں جو کہ دارالعلوم تعلیم الاسلام کاملپورموسی : اٹک سے شائع ہوئی ہیں کہ

علم میراث حضرو کے قریب ایک گاؤں دریا شریف میں ماہر علوم و فنون حضرت مولانا محمد جی" صاحب سے پڑھا۔

مولانا نور محمد ماشوخیل پشاو :3

حضرت نور محمد ماشوخیل رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ وہ اپنے وقت کے نامور عالم تھے اور پشاور و گرد و نواح میں دین کی اشاعت اور تدریس میں مصروف رہے۔

دادا جان کی روحانی خلافت اور طریقت میں مقام

حضرت شمس العلماء مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہِ عالیہ مانکی شریف سے باقاعدہ خلافت حاصل تھی۔ یہ خلافت آپ کے روحانی مقام کی دلیل تھی، لیکن آپ کا طرزِ عمل عام صوفیاء سے ہٹ کر تھا۔

مرشد پاک کے فرمان کے مطابق، آپ بیعت نہیں فرماتے تھے۔ صرف ایک شخص کو بیعت کیا، اور اس کے بارے میں فرمایا:

"یہ بیعت بھی محض پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل میں کی ہے۔"

یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ رسمی بیعت سے زیادہ باطنی اصلاح اور حقیقی طریقت پر تھی۔ آپ کے وجود سے لوگ فیض حاصل کرتے، لیکن آپ نے خود کو بیعت لینے کے سلسلے سے الگ رکھا، جو آپ کے اخلاص اور تقویٰ کی ایک بڑی دلیل ہے۔

قرآن سے گہرا تعلق

سیدی مرشدی فرماتے ہیں کہ ہمارے دادا جان، حضرت مولانا محمد جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (اول صاحب)، قرآن کریم سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا، تو آپ کے اردگرد شاگرد قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی دوران آپ کا جسدِ مبارک حرکت کرنے لگا، جیسے کوئی وجد میں ہو۔ یہ منظر آپ کے قرآن سے گہرے تعلق اور بلند روحانی مقام کی واضح نشانی تھا۔

سیدی و مرشدی حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتہم العالیہ کی تعلیم و تربیت

حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتہم العالیہ کا علمی سفر ابتدا ہی سے علم و عرفان کے نور میں پروان چڑھا۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ والدِ محترم ہی سے آپ نے قرآن کریم اور دینی علوم کی ابتدائی منازل طے کیں۔ اسی دوران، آپ نے مثنوی مولانا روم جیسی عمیق و باطنی تصوف معرفت سے بھرپور کتابوں کا بھی درس لیا، جس نے آپ کے قلب و روح میں علم و حکمت کی روشنی کو مزید جِلا بخشی ۔ بعد ازاں، مزید علومِ دینیہ کے حصول کے لیے آپ عبدالحکیم شریف، ضلع خانیوال میں ایک معروف دینی درسگاہ میں تشریف لے گئے، جہاں آپ نے حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ کو اپنے جید اساتذہ کی صحبت میسر آئی اور آپ نے دل جمعی کے ساتھ علم حاصل کیا۔ خاص طور پر آپ کے ماموں اور سسر، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ آپ کے استاد تھے۔ آپ نے ان سے براہِ راست علمِ حدیث اور دیگر دینی علوم میں گہری مہارت حاصل کی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت بھری نگرانی اور تدریسی کمال نے آپ کی علمی بنیادوں کو مزید مضبوط کیا۔

آپ نے دورانِ تعلیم انتہائی محنت، ریاضت اور مجاہدہ اختیار کیا۔ مطالعے میں گہری دلچسپی، شب بیداری، ذکر و اذکار اور توجہ الی اللہ آپ کی زندگی کا خاصہ رہا۔ یہی وہ بنیاد تھی جس نے آپ کو ایک ممتاز عالمِ دین اور ایک عظیم روحانی راہنما کے مقام پر فائز کر دیا۔

علمی محنت اور ریاضت

میرے مرشد حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتہم کی علمی محنت اور سخت ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں: "میں نے دورانِ تعلیم سخت مشقتیں برداشت کیں، حتیٰ کہ بعض اوقات کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا۔ لیکن علم کے شوق میں ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ جب کوئی اور چیز میسر نہ ہوتی، تو میں روٹی کے ساتھ سرخ مرچ کھا لیتا، مگر کبھی علم سے پیچھے نہیں ہٹا۔"

یہ الفاظ محض ایک داستان نہیں بلکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ جو لوگ دین کے حصول کے لیے قربانی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات عطا فرماتا ہے۔ آپ کی یہ سخت ریاضت اور مسلسل جدوجہد ہی تھی جس نے آپ کو ایک عظیم عالم اور شیخ الحدیث کے مقام پر فائز کیا۔

روحانی وارث اور ہدایت کے چراغ

آپ اپنے والدِ گرامی حضرت باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے وارث اور روحانی فیض کے امین ہیں۔ اللہ نے آپ کو سلاسلِ اربعہ (قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ) کی عظیم امانت سونپی، مگر آپ خصوصاً سلسلہ چشتیہ میں زیادہ بیعت فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دیگر سلاسل میں سختی اور مجاہدات کی کثرت تھی، لیکن اب اس طرح کے پابند اور مزاج رکھنے والے لوگ باقی نہیں رہے۔ چونکہ سلسلہ چشتیہ میں نسبتاً نرمی اور آسانی ہے، اس لیے میں زیادہ بیعت اسی میں کرتا ہوں تاکہ طالبِ حق کے لیے راہِ سلوک آسان ہو جائے۔"

آپ کی صحبت میں جو بھی آتا ہے، حق کی روشنی سے اس کا دل منور ہو جاتا ہے۔ جن کی زندگیاں غفلت میں بسر ہو رہی تھیں، وہ آپ کی رہنمائی سے راہِ حق پر چل نکلے۔ آپ کا روحانی فیض ایسا جاری ہے کہ جو بھی آپ کے در پر آیا، معرفت کی خوشبو میں بسا اور اللہ کی قربت سے ہمکنار ہوا۔

سلسلہ قادریہ – تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف

آپ فرماتے ہیں:

"سلسلہ قادریہ تو ایسا ہے جیسے تلوار پر چلنا۔"

یہ ایک ایسا راستہ ہے جس میں مجاہدہ نفس، سخت ریاضت اور کامل استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔ قادری مشرب میں سالک کو اپنے جذبات، خواہشات اور دنیاوی رغبتوں کو فنا کر کے اللہ کی رضا میں جینا ہوتا ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنے والا صبر، تقویٰ اور فنا فی اللہ کے مراحل سے گزرتا ہے، یہاں تک کہ وہ روحانی بلندیوں کو پا لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ قادری طریقہ سخت ہے، اور صرف وہی اس میں کامیاب ہو سکتا ہے جس میں استقامت کی تلوار پر چلنے کا حوصلہ ہو۔

تعلیم و تربیت – والدِ گرامی کی خصوصی توجہ

آپ کے والدِ محترم، حضرت باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ، نہ صرف خود قرآن کے عاشق تھے بلکہ اپنے تمام صاحبزادگان کی تعلیم و تربیت کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی روزانہ آپ سمیت تمام بیٹوں سے پانچ پارے منزل سنتے تھے۔ یہ معمول محض تعلیمی مشق نہ تھی بلکہ اس میں والد کی شفقت، محبت اور تربیت کا گہرا رنگ جھلکتا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بچوں کی دینی بنیادیں مضبوط کرنے کی کتنی فکر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بیٹے قرآن سے گہرا تعلق رکھیں، اسے ازبر کریں، اس پر عمل کریں، اور اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ یہی روحانی و تعلیمی ورثہ تھا جو آپ نے اپنے والدِ گرامی سے پایا۔

اخلاق و سیرت: محبت و شفقت کا پیکر

میرے سیدی و مرشدی حضرت حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتھم، سراپا محبت، شفقت اور عاجزی کا حسین امتزاج ہیں۔ جو بھی آپ سے ملتا ہے، وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ جیسے برسوں کی پہچان ہو۔ آپ کی نرم گفتاری، بے لوث محبت، اور دلنشین اندازِ گفتگو سننے والوں کے دل میں اتر جاتا ہے۔ جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھتا ہے، وہ روحانی سرور اور قلبی سکون کی دولت سمیٹ کر جاتا ہے۔ آپ کا اخلاق اس قدر بلند ہے کہ ہر شخص کو احترام و وقار کے ساتھ نوازتے ہیں۔ آپ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ نہیں بلکہ اخلاص بولتا ہے، اور آپ کی موجودگی میں دلوں پر سکون اور سکینت نازل ہوتی ہے۔ حقیقی حسنِ اخلاق کا جو معیار اکابرینِ تصوف نے قائم کیا، آپ اس کے عملی نمونہ ہیں۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا ہر شخص گویا ایک آئینہ پا لیتا ہے، جس میں وہ اپنی حقیقت بھی دیکھتا ہے اور اپنے رب کی قربت کا راستہ بھی پاتا ہے۔

محبتِ مسلم: اخلاص و وفا کا درس

میرے سیدی و مرشدی حضرت حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتھم فرماتے ہیں کہ اللہ کے لیے محبت سب سے اعلیٰ نیکی ہے، اور یہی وہ دولت ہے جو دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی کا راز ہے۔ آپ کی تعلیمات محبت، اخوت، اور اتباعِ شریعت کا عملی نمونہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو محبت

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو، وہی دائمی اور حقیقی محبت ہے، اور یہی محبت بندے کو قربِ الٰہی کے مقام تک لے جاتی ہے۔

محض اللہ کے لیے محبت کرنے والوں پر انبیاء و شہداء رشک کریں گے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

"إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ عِبَادًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى"

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ:"هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ"

(مسند أحمد 22031، مستدرک الحاکم 7311)

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں پر اللہ کی محبت واجب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

"قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ"

(مسند أحمد 21525، مستدرک الحاکم 7312)

ایمان اور جنت میں داخلے کے لیے محبت ضروری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ"

(صحیح مسلم 54)

محبتِ مسلم: ایک نعمتِ عظمی

میرے مرشدِ پاک فرماتے ہیں کہ جو محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے، وہی باقی رہتی ہے۔ دنیاوی محبتیں مصلحتوں سے بھری ہوتی ہیں، لیکن جو دل اللہ کے لیے کسی سے محبت کرتا ہے، وہی اصل کامیاب ہے۔ آپ کی صحبت میں آنے والا ہر شخص محبت کی اس حقیقی دولت سے مالا مال ہو کر جاتا ہے، جہاں نہ دنیا کا لالچ ہوتا ہے، نہ ذاتی غرض، بلکہ صرف اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔

یہی وہ محبت ہے جس کی روشنی میں سلاسلِ طریقت پروان چڑھتے ہیں، اور یہی وہ نعمت ہے جو بندے کو قربِ الٰہی اور معرفت کے مقام تک پہنچا دیتی ہے۔

محبت اور اخوت: اسلامی تعلیمات کی بنیاد

آج کے دور میں ہم محبت اور اخوت کے زبانی دعوے تو کرتے ہیں، مگر عملی طور پر ہمارے دل حسد، بغض اور نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہر گھر میں بھائی بھائی سے ناراض ہے، رشتہ دار ایک دوسرے سے کٹ چکے ہیں، اور معاشرے میں بے لوث محبت ناپید ہوتی جا رہی ہے۔

میرے مرشدِ پاک کی تعلیمات کے مطابق، حقیقی ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت کریں، دلوں کو صاف رکھیں اور اخوت کی روح کو زندہ کریں۔ جب تک دلوں سے بغض، حسد اور کینہ نہیں نکلے گا، تب تک حقیقی معنوں میں اللہ کی رضا حاصل کرنا ممکن نہیں۔

محبت کی حقیقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

(صحیح البخاری 13، صحیح مسلم 45)

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان کا معیار صرف عبادات نہیں بلکہ باہمی محبت اور خیر خواہی بھی ہے۔ اگر ہم واقعی سچے مسلمان بننا چاہتے ہیں، تو ہمیں ایک دوسرے کے لیے خیر خواہ بننا ہوگا۔

نفرت کی جڑیں اور ان کا علاج

آج دلوں میں کدورت اور رنجشیں کیوں بڑھ رہی ہیں؟ اس کی بنیادی وجوہات درج ذیل ہیں:

خود غرضی اور تکبر

دنیا کی محبت اور حسد

دنیوی مفادات پر رشتے بنانا اور توڑنا

شریعت کے احکامات کو نظر انداز کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

"حسد اور بغض سے بچو، کیونکہ یہ نیکیوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔"

(سنن أبو داؤد 4903، سنن الترمذي 2510)

محبت و اخوت کو عام کرنے کے عملی طریقے

میرے مرشدِ پاک کی تعلیمات کی روشنی میں چند عملی نکات درج ذیل ہیں، جن پر عمل کرکے ہم محبت اور بھائی چارے کو فروغ دے سکتے ہیں:

1. دل کی صفائی – اگر اللہ کی رضا چاہتے ہو، تو اپنے بھائی کے لیے دل سے خیر خواہی رکھو۔

2. درگزر اور معافی – تکلیف دینے والوں کو معاف کر دو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا۔" (سنن الترمذي 1924)

3. صدقہ و خیرات – یہ دلوں سے کدورتیں ختم کرتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔

4. سلام کو عام کرو – نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سلام کو پھیلاؤ، محبت بڑھ جائے گی۔" (صحیح مسلم 54)

. اللہ کے لیے محبت قائم کرو – دنیاوی مفادات پر مبنی رشتے دیرپا نہیں ہوتے، لیکن جو تعلق اللہ کے لیے ہو، وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

میرے مرشدِ پاک حضرت حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتهم کے ارشادات کے مفہوم کے مطابق، آج کا دور فتنوں سے بھرا ہوا ہے، اور جدید ٹیکنالوجی ان فتنوں کے پھیلاؤ کا ایک بڑا ذریعہ بن چکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ دجالی دور ہے، جہاں ہر چیز کو دجالی سازشوں کے تحت انسان کو حق سے دور کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

جدید آلات: دجالی فتنہ یا سہولت؟

آج کے جدید آلات، جیسے موبائل فون، کمپیوٹر، اور انٹرنیٹ، بظاہر سہولت کے ذرائع ہیں، مگر حقیقت میں ان کے ذریعے انسان کی سوچ، عقیدہ، اور طرزِ زندگی کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ بِمِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ

"آخری زمانے میں دجال اور جھوٹے لوگ آئیں گے، وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے، پس ان سے بچو اور ان سے دور رہو۔"

(صحيح مسلم 7، سنن الترمذي 2255)

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دجالی فتنے ایسے ذرائع سے آئیں گے جو لوگوں کی سوچ کو بدل دیں گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ دجالی آلات کیسے خطرہ ہیں؟

میرے مرشدِ پاک کی تعلیمات کے مطابق:

1. یہ آلات وقت کا ضیاع کرتے ہیں – لوگ گھنٹوں سوشل میڈیا اور تفریحی مواد میں مصروف رہتے ہیں، اور دین کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

2. یہ روحانی کمزوری پیدا کرتے ہیں – فحاشی، بے حیائی اور گناہوں کے مواقع فراہم کرتے ہیں، جس سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔

3. یہ تعلق باللہ میں رکاوٹ ہیں – لوگ ذکر، عبادت اور روحانی ترقی کے بجائے ان آلات میں مشغول ہو کر غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

4. یہ دجالی نظام کے تحت کام کرتے ہیں – میڈیا، انٹرنیٹ، اور دیگر ذرائع کے ذریعے اسلام اور اہلِ حق کو کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

دجالی دور میں بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

میرے مرشدِ پاک فرماتے ہیں کہ اس فتنے سے بچنے کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

1. غیر ضروری استعمال ترک کریں – انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کو صرف ضروری معلومات کے لیے استعمال کریں، فضول مواد سے بچیں۔

2. ذکر و عبادت کو ترجیح دیں – دن کا ایک خاص وقت اللہ کے ذکر، تلاوتِ قرآن، اور درود شریف کے لیے مقرر کریں۔

3. اپنی نسل کی حفاظت کریں – بچوں کو بے لگام موبائل اور انٹرنیٹ کے استعمال سے بچائیں، انہیں دینی اور اخلاقی تربیت دیں۔

4. حق اور باطل میں فرق کریں – دجالی فتنے حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کرتے ہیں، اس لیے دین کا صحیح فہم حاصل کریں۔

محبتِ الٰہی اور ذکر کی برکتیں

میرے مرشدِ پاک حضرت حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتھم کے بیانات میں محبتِ الٰہی اور عشقِ الٰہی کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب دل میں اللہ کی محبت جاگزین ہو جائے تو ساری دنیا کی محبتیں ثانوی ہو جاتی ہیں، اور انسان کو وہ روحانی لذت نصیب ہوتی ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کی یاد دلوں کی زندگی ہے، اور اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں اپنے رب کو یاد رکھے، اور اس کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہو۔

نماز کے بعد لازمی ذکر

آپ کی تاکید ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد کم از کم:

1. دس مرتبہ کلمہ طیبہ:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

2. دس مرتبہ درود شریف:

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صل علیہ

3. کئی دفعہ آپ فرماتے ہیں کہ گیارہویں بار پورا کلمہ طیبہ پڑھا کرو ۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ معمول کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ اس سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور بندہ اللہ کے قرب میں آتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

"اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" (سورہ الجمعہ: 10)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ

"جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔" (صحیح البخاری: 6407)

میرے مرشدِ پاک کی نصیحت

آپ فرماتے ہیں:

1. اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو – ہر حالت میں زبان اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔

2. ذکر میں استقامت پیدا کرو – چاہے مصروفیت کتنی بھی ہو، ذکرِ الٰہی کو ترک نہ کرو۔

3. ذکر کو معمولی نہ سمجھو – بظاہر چھوٹے اذکار کے عظیم فوائد ہیں، ان کی قدر کرو۔

4. قلبی ذکر کو اپناؤ – دل کو اللہ کے ذکر میں لگا کر ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہو۔

وظائف کی اہمیت

جب 23 اپریل 2015 کو پہلی بار سیدی مرشدی سے ملاقات ہوئی، تو آپ نے ایک نہایت اہم اور فکر انگیز بات ارشاد فرمائی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا:

"جو شخص وظیفہ لیتا ہے اور پھر اسے چھوڑ دیتا ہے، وہ وظیفہ اسے بددعا دیتا ہے!"

وضاحت : ذکرِ الٰہی: عہد کی پاسداری

یہ بات ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ وظائف لینے کے بعد چند دن جوش و خروش سے پڑھتے ہیں، پھر چھوڑ دیتے ہیں؟ کبھی مصروفیت کا بہانہ، کبھی نیند کا غلبہ، کبھی دل کا اکتاہٹ محسوس کرنا۔

بزرگان دین فرماتے ہیں:

1. وظیفہ لینا، گویا اللہ کے در پر دستک دینا ہے۔ اگر دستک دے کر خود ہی پیچھے ہٹ جاؤ، تو محرومی تمہارا مقدر بن سکتی ہے۔

2. وظائف جادوئی الفاظ نہیں، یہ ایک روحانی عمل ہے جو استقامت اور یقین مانگتا ہے۔

3. جس نے ذکر کو معمولی سمجھا، اس نے اپنی قسمت کو خود بگاڑا۔

4. اگر کسی وجہ سے وظیفہ جاری نہ رکھ سکو، تو کم از کم ادب اور ندامت کے ساتھ استغفار کر لو، تاکہ ذکرِ الٰہی کی بے حرمتی نہ ہو۔

پسندیدہ شعر

یہی وہ شعر ہے جو میرے مرشدِ کریم کے دل کے نہایت قریب ہے۔ آپ اپنے بیانات کے آخر میں بڑے درد اور محبت کے ساتھ اسے پڑھتے ہیں اور مجلس کو ایک روحانی کیفیت میں چھوڑ دیتے ہیں۔

یاد آؤ سرمایۂ ایماں بود
ہر گدا از یادِ آؤ سلطان بود

ترجمہ: "اللہ کی یاد ہی ایمان کا اصل سرمایہ ہے، اور جو فقیر اللہ کی یاد میں مشغول ہو، وہی حقیقت میں سلطان ہے۔"

یہ الفاظ سن کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مجلس میں سکون اور نور کی ایک لہر دوڑ گئی ہو۔ اللہ کی یاد ہی اصل بادشاہت ہے، اور جو اس دولت سے مالا مال ہو جائے، وہ کسی دنیاوی جاہ و حشمت کا محتاج نہیں رہتا۔ یہی وہ پیغام ہے جو میرے مرشدِ کریم اپنی زندگی سے بھی دیتے ہیں اور اپنی نصیحتوں میں بھی دہراتے ہیں۔

یہاں کچھ مزید مشہور اشعار بطور تبرک زینت قرطاس کرتا ہوں

تو کریمی من کمینہ بردہ ام

لیکن از لطفِ شما پروردہ ام

یا اللہ تو رحیم و کریم ہےاور میں کم ظرف انسان ہوں

لیکن تیرے لطف و کرم سے ہی میری بقا ہے

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

مقصدِ حیات اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے

اللہ کے احکامات سے رو گردانی میں خسارہ ہی خسارہ ہے

یادِ او سرمایئہ ایمان بود

ہر گدا از یادِ او سلطان بود

اللہ کی یاد دین و ایمان کی دولت ہے

ایک ادنیٰ انساں اس کے احکامات پر علم پیرا ہو کر سلطاں بن جاتا ہے

سید و سرور محمد نورِ جاں

مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں

(ہمارے) سردار حضرت محمد ﷺ کائنات کی جان اور نور ہیں

آپ ﷺ گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں

چوں محمدﷺ پاک شد از نارو دود

ہر کجا روکرد وجہہ اللہ بود

حضورِ پاک ﷺ کائنات کی مصفہ ترین پاک ترین ہستی ہیں

آپ جس چیز کا بھی حکم دیں وہ حکمِ خداوندی ہے

شہبازی لا مکانی جانِ او

رحمتہ اللعٰلمیں در شانِ او

آپ ﷺ کو عرشِ معلیٰ پر معراج کرئی گئ

آپ ﷺ دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں

مھترین و بہترینِ انبیاء

جز محمد ﷺ نیست در ارض و سماں

آپ ﷺ انبیاء کے سردار امام الانبیاء ہیں

آپ ﷺ کے مثّل کائنات میں کوئی نہیں

اولیاء اللہ ہو اللہ اولیاء

یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

جو اللہ کے ولی ہیں اللہ ان کا ولی ہے

یعنی پیرِ کامل کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آ جاتی ہے

ہر کہ پیرِ ذاتِ حق را یک نہ دید

نے مرید و نے مرید و نے مرید

جو اپنے پیرِ کامل کو اللہ کا ولی نہیں سمجھتا

وہ مرید نہیں ہو سکتا وہ مرید نہیں ہو سکتا

مولوی ہرگز نہ شد مو لائے رؔوم

تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

مولوی کبھی بھی مولا نا رؔوم نہ ہوتا

اگر حضرت شمس الدین تبریزی کا مرید نہ ہوتا

مولانا جلال الدین رومی تبریزی رحمتہ اللہ علیہ

سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب نے ایک موقع پر مجھ سے فرمایا:

"مولانا رومؒ اور ان کی مثنوی شریف کی محبت مجھے اپنے والد صاحب، حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الغفور ثانی صاحب سے ملی ہے۔"

یہ جملہ سن کر مجھے اندازہ ہوا کہ عشقِ الٰہی اور تصوف کی یہ روشنی نسل در نسل منتقل ہو رہی ہے۔ میرے مرشدِ کریم کا مولانا رومؒ کی شاعری سے خاص تعلق ہے، اور آپ کے بیانات میں مثنوی شریف کے اشعار بارہا سننے کو ملتے ہیں۔

دریا شریف کی محبت: ایک روحانی میراث

میرے حفظِ قرآن کے زمانے میں جب بھی والدہ ماجدہ سے بات ہوتی، تو وہ ہمیشہ سب سے پہلے سیدی مرشدی کی خیریت دریافت کرتیں، اور یہ بھی پوچھتیں کہ ملاقات ہوئی ہے یا نہیں؟

دراصل دریا شریف کی محبت والدہ ماجدہ کو اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ پیر سباق بابا جی صاحب سے ورثے میں ملی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار اس بارے میں سوال فرماتیں، اور اس محبت کے صدقے میری کوشش ہوتی کہ حضرت مرشد پاک—جنہیں ہم سب بابا جی صاحب کہتے ہیں—سے ملاقات ہو جائے۔

والدہ کی دعاؤں کی برکت سے یہ کوشش کبھی رائیگاں نہ گئی، اور ملاقاتوں کا ایک طویل سلسلہ الحمدللہ والشکرللہ شروع ہو گیا۔

اب ملاقات کا انداز بدل گیا ہے

آج بھی ملاقات ہوتی ہے، لیکن اب مرشدِ پاک کی صحتِ مبارک پہلے جیسی نہیں رہی، اس لیے ہم محض دیدار پر اکتفا کرتے ہیں۔ خود آپ کئی بار فرما چکے ہیں:

"دل تو کرتا ہے کہ پھر پہلے کی طرح بیٹھے رہیں، لیکن میری ہمت نہیں رہی اور صحت کام نہیں کرتی۔"

یہ جملہ سن کر دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ہستی جو ہمیں روحانی دولت سے مالا مال کر رہی تھی، آج کمزور ہو چکی ہے، مگر چہرے پر وہی نور، وہی محبت اور وہی شفقت برقرار ہے۔

دعا برائے صحت

اللَّهُمَّ احْفَظْ سَيِّدَنَا وَمُرْشِدَنَا، وَأَطِلْ فِي عُمُرِهِ، وَمَتِّعْنَا بِصِحَّتِهِ وَعَافِيَتِهِ، وَاجْعَلْهُ ذُخْرًا لَنَا وَلِلْمُسْلِمِينَ، وَأَفِضْ عَلَيْهِ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَأَنْوَارِكَ، وَارْزُقْنَا حُسْنَ الْأَدَبِ فِي خِدْمَتِهِ، وَاجْمَعْنَا بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔

ترجمہ:

اے اللہ! ہمارے مرشدِ کریم کی حفاظت فرما، ان کی عمر میں برکت عطا فرما، ہمیں ان کی صحت اور عافیت سے فیضیاب کر، اور انہیں ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے سرمایۂ خیر بنا۔ ان پر اپنی برکات اور انوار کی بارش فرما، اور ہمیں ان کی خدمت میں حسنِ ادب عطا کر۔ ہمیں دنیا میں بھی ان کی معیت عطا کر اور آخرت میں جنت کے باغات میں ان کی رفاقت نصیب فرما۔

آمین یا رب العالمین!

دعا برائے فیوض و برکات

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُنْتَفِعِينَ بِفُيُوضَاتِ سَيِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا، وَبَارِكْ لِي فِي مَحَبَّتِهِ وَصُحْبَتِهِ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِهِ مَا يُزَكِّي بِهِ قَلْبِي وَيُنِيرُ بِهِ دَرْبِي، وَارْزُقْنِي الْأَدَبَ مَعَهُ، وَاجْعَلْنِي مِنَ السَّائِرِينَ عَلَى نَهْجِهِ، وَأَكْرِمْنِي بِرُؤْيَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔

ترجمہ:

اے اللہ! مجھے میرے مرشدِ کریم کے فیوض و برکات سے فائدہ حاصل کرنے والوں میں شامل فرما، اور ان کی محبت و صحبت میں برکت عطا فرما۔ ان کی برکات کا فیض مجھ پر نازل فرما، جو میرے دل کو پاک کرے اور میرے راستے کو منور کرے۔ مجھے ان کے ادب کی توفیق عطا فرما، اور مجھے ان کے طریقے پر چلنے والا بنا۔ مجھے دنیا میں ان کی زیارت اور آخرت میں جنت کے باغات میں ان کی رفاقت نصیب فرما۔

آمین یا رب العالمین!

مرشدِ پاک کی شفقت: باپ جیسی محبت

مرشدِ پاک کی محبت اور شفقت ہمیشہ ایسی رہی کہ کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ والد صاحب کا سایہ سر پر نہیں ہے۔ آپ نے ہمیشہ توجہ اور محبت دی، اور ایسا لگتا ہے جیسے والد کی شفقت کا نعم البدل مل گیا ہو۔

کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، بچھونے—ہر ہر چیز کا آپ نے خیال فرمایا۔ دورانِ طالب علمی بھی اور آج بھی، سب کچھ آپ کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ الحمدللہ!

یہ احساس ہی عجیب ہے کہ ایک ایسا روحانی باپ ملا جس کی شفقت نے ہر خلا کو بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ مرشدِ پاک کا سایہ سلامت رکھے، عمر دراز فرمائے، اور ہمیں ہمیشہ ان کی محبت، دعا، اور فیوض و برکات سے نوازتا رہے۔

تحیۃ المسجد کا اہتمام

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب مرشدِ پاک آستانہ شریف سے مسجد شریف تشریف لائے، تو جیسے ہی دروازے سے داخل ہوئے، بیٹھنے سے پہلے فرمانے لگے:

"دو رکعت مسجد کی پڑھنی ہیں۔"

یہ سن کر دل میں مسجد کی عظمت اور اس ادب کا احساس مزید بڑھ گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ پہلی صف میں کھڑے ہوئے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ تحیۃ المسجد ادا فرمائی۔

تحیۃ المسجد وہ نماز ہے جو کسی بھی مسجد میں داخل ہونے پر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ نماز مسجد کا حق اور اس کے ادب کا ایک عملی اظہار ہے، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث مبارکہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

(صحیح بخاری: 444، صحیح مسلم: 714)

"جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو، تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے، بیٹھے نہیں۔"

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلا عمل اللہ کی بندگی اور تعظیم ہونی چاہیے۔

یہی محبتِ الٰہی اور سنت پر عمل کا شوق تھا جو میں نے مرشدِ پاک میں دیکھا۔ جیسے ہی آپ مسجد شریف میں داخل ہوتے، فوراً تحیۃ المسجد ادا فرماتے۔ آپ کا یہ عمل زندگی بھر کی ایک حسین یاد ہے، جو ہمیشہ دل میں جاگزین رہے گی۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُعَظِّمِينَ لِبُيُوتِكَ، وَمِنَ الْمُقِيمِينَ لِلصَّلَاةِ فِيهَا، وَوَفِّقْنَا لِتَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ فِي كُلِّ دُخُولٍ، وَاجْعَلْهَا سَبَبًا لِمَغْفِرَتِنَا، آمِين

"اے اللہ! ہمیں اپنے گھروں کی تعظیم کرنے والوں میں شامل فرما، اور ہر داخلے پر تحیۃ المسجد پڑھنے کی توفیق عطا فرما، اور اسے ہماری مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

یاد الہی :

رمضان المبارک 2025 کی ستائیسویں شب

ستائیسویں شب، جو کہ لیلۃ القدر کی امید والی راتوں میں سے ایک ہے، اس مبارک موقع پر سیدی و مرشدی، حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی جلوہ افروزی اہلِ محبت کے لیے سعادت و برکت کا باعث بنی۔

آپ نے حاضرین کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، خصوصاً حفاظِ کرام کو مبارکباد دی اور ان کی محنت و جدوجہد کو سراہا۔ دربار شریف کی انتظامیہ، الحق سیکیورٹی فورس کے خدمات پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے، انہیں دعاؤں سے نوازا۔

اعتکاف کی فضیلت

آپ نے اعتکاف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:
"اعتکاف کا ثواب دو حجوں اور دو عمروں کے برابر ہے۔ یہ مقدر کی بات ہے کہ کس کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ پاک ہمیں بے ادبیوں سے محفوظ رکھے ہیں"

بیعت کا طریقہ

حضرت والا نے کئی افراد کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ کا طریقۂ بیعت نہایت منفرد ہے، جس میں آپ فرماتے:
"سب ہاتھ اٹھاؤ جس طرح دعا کے لیے اٹھاتے ہیں، پھر آپ کچھ ورد فرماتے ہیں ، اس کے بعد شفقت بھری دعا دیتے اور ارشاد فرماتے کہ ہاتھوں کو چہرے پر ملو۔" اس طرح سے آج کل بیعت فرماتے ہیں کیونکہ ابھی اکثر اجتماعی بیعت ہوتی ہیں پہلے فرداً فرداً بیعت فرماتے تھے ۔

ذکر و عبادات کی تلقین

آپ نے مریدین و حاضرین کو روحانی ترقی کے لیے چند اہم نصیحتیں فرمائیں:

- ہر نماز کے بعد دس مرتبہ کلمہ طیبہ اور دس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی، اور فرمایا: یہی طریقت کا سبق ہے۔
- نماز کی پابندی اور ذکر و اذکار کی تاکید فرمائی۔

حب الوطنی اور افواج کے لیے دعائیں

آپ نے وطنِ عزیز کی سالمیت کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ خاص طور پر فوج اور پولیس کے لیے دعائیں کیں، جو کہ آپ کی حب الوطنی کا واضح ثبوت ہے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے اولیاء کرام کی نصیحتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت والا کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

یہ تمھارا دینی گھر ہے

سیدی و مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ ستائیسویں شب کو آنے والوں کو فرمایا کہ:

"لنگر شریف لازمی کرو، پھر تمہاری مرضی ہے، جانا چاہو تو تشریف لے جاؤ، اور اگر یہاں رہنا چاہو تو رہ جاؤ۔ وہ تمہارا دنیاوی گھر ہے، اور یہ تمہارا دینی گھر ہے، اور دینی گھر کا مقام زیادہ ہوتا ہے۔"

کثرتِ طواف

سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے (محمد نصیر الحق) فرمایا:

"جب میں عمرہ شریف کے لیے گیا تھا تو طواف بہت زیادہ کیا کرتا تھا۔"

یہاں طواف کی مختصر فضیلت بھی بیان کی جاتی ہیں

طواف کی فضیلت

طوافِ کعبہ ایک عظیم عبادت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس میں بندہ اللہ کے گھر کا چکر لگا کر اپنی بندگی اور وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

1. طواف کے بارے میں قرآنِ مجید:

اللہ تعالیٰ نے طواف کرنے والوں کی مدح فرمائی:

(وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْعَٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ)

(سورۃ البقرہ: 125)

"اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔"

2. طواف کے بارے میں حدیثِ مبارکہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ»

(سنن ابن ماجہ: 2956)

"جو شخص بیت اللہ کا سات چکروں کا طواف کرے اور اسے شمار کرے، تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔"

3. طواف میں نیکیوں کی بارش:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ»

(سنن الترمذی: 868)

"اے بنی عبد مناف! کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور دن یا رات کے کسی بھی وقت نماز پڑھنے سے نہ روکو۔"

مرشدِ پاک کی سنتِ نکاح

حضرت سیدی مرشدی خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے عقدِ نکاح میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت شیخ الحدیث آپ کے صرف سسر ہی نہیں، بلکہ استاد اور ماموں بھی تھے، یوں آپ کا یہ نکاح خاندانی نسبتوں کے ساتھ ساتھ علمی اور روحانی وابستگی کا حسین امتزاج تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ پائندہ، چھچھ (اٹک) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الغفور باباجی صاحب دریا شریف کے عقد میں تھیں، اور یہی عظیم خاتون میرے سیدی و مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب کی والدہ ماجدہ تھیں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی علمی و دینی خدمات

حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ راولپنڈی میں گزارا۔ وہاں آپ امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس سے بھی وابستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علومِ حدیث میں کمال عطا فرمایا تھا، اور آپ دورۂ حدیث شریف کی کتب پڑھاتے رہے، جس کی برکت سے بے شمار علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔

وفات با سعادت

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی وفات بھی انتہائی بابرکت انداز میں ہوئی۔ آپ اپنی مسجد میں عشاء کی نماز کی امامت کر رہے تھے، جب دورانِ تلاوت سورۃ الضحیٰ پڑھتے ہوئے مصلے پر گر گئے اور وہیں جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اہلیہ مطہرہ کی رحلت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، زبدۃ السالکین، عمدۃ الواصلین، سند العارفین، سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اہلیہ مطہرہ ایک نیک سیرت، عابدہ، زاہدہ اور ولیہ کاملہ خاتون تھیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی سختی سے پابند، تقویٰ و طہارت میں ممتاز، اور اعلیٰ اخلاق کی حامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بابرکت نکاح سے دو صاحبزادے عطا فرمائے:

1. صاحبزادہ حضرت حافظ محمد مصطفیٰ الحق صاحب

2. حضرت حافظ محمد مجتبیٰ الحق صاحب

وصال باکمال

یہ عظیم خاتون 15 جون 1989ء، بروز جمعرات، بمطابق 10 ذی القعدہ 1409ھ کو اپنے رب کے حضور حاضر ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت مرشدِ پاک کی عمر مبارک تقریباً 42 سال تھی۔

دوبارہ نکاح نہ کرنے کا فیصلہ

بہت سے احباب اور مخلصین نے سیدی و مرشدی کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ابھی جوان ہیں، دوسری شادی کر لیں، مگر آپ نے ایک حکمت بھرا جواب دیا:

"شادی سنت تھی، کرکے پوری کرلی، اب جب اللہ نے لے لی، تو دوسری نہیں کرتا، کیونکہ اب میں اللہ کی یاد کے لیے فارغ ہو گیا ہوں۔"

یہ جواب آپ کی عشقِ الٰہی میں فنا ہونے کی علامت اور صبر و رضا کی عملی تصویر ہے ۔ آپ کی سادہ زندگی اور روحانی بلند مقامات کے پیچھے یہی زہد و تقویٰ ہے جو ہر پہلو میں نمایاں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی روحانی و علمی میراث کو تا قیامت جاری رکھے۔ آمین۔

حضرت والد ماجد کا وصال

سیدی و مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے والد ماجد، سلطان العارفین حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الغفور باباجی صاحب جون 1976ء بمطابق 1396ھ میں اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اس وقت مرشدِ پاک کی عمر شریف محض 29 سال تھی۔ یاد رہے کہ آپ کے قبلہ والد ماجد حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالغفور باباجی صاحب نے نے ابتدائی دینی تعلیم کامرہ، اکھوڑی اور گرد و نواح میں حاصل کی۔ مزید علومِ دینیہ کے شوق نے آپ کو سفر پر آمادہ کیا، چنانچہ آپ کے ماموں حضرت قاضی غلام جیلانی صاحب نے آپ کو اپنے ساتھ لے کر دھورہ، ہندوستان پہنچایا، جہاں آپ نے اعلیٰ دینی علوم کی تکمیل فرمائی۔

والد ماجد کی امامت، وصیت اور جنازہ

سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو یہ عظیم سعادت حاصل رہی کہ آپ اپنے والد ماجد، سلطان العارفین حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الغفور باباجی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں ان کے امام رہے اور ان کی امامت کراتے رہے، حتیٰ کہ ان کے وصال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

آپ نے بندہ نصیر الحق سے خود فرمایا تھا (اب چونکہ کافی وقت گزر چکا ہے لہذا مجھے کنفرم یاد نہیں کہ آپ نے کتنے دنوں کا فرمایا تھا) کہ وصال سے تقریباً 20 یا 21 دن قبل حضرت باباجی رحمہ اللہ نے ایک وصیت فرمائی:

"میرا جنازہ میرا امام ہی پڑھائے گا۔"

یہ الفاظ نہ صرف آپ کے والد ماجد کی محبت و اعتماد کا اظہار تھے، بلکہ آپ کی روحانی اور دینی عظمت کی دلیل بھی تھے۔ چنانچہ اسی وصیت کے مطابق، آپ نے اپنے عظیم والد ماجد کا جنازہ خود پڑھایا، جو آپ کے لیے ایک بڑی سعادت تھی۔

برادران گرامی :

حضرت باباجی رحمہ اللہ کے آٹھ فرزند تھے، جن میں مرشدِ پاک ساتویں نمبر پر تھے۔ آپ کے برادرانِ گرامی کے اسماء درج ذیل ہیں

1. حضرت مولانا حافظ محمد صدیق صاحب
2. حضرت مولانا حافظ محمد شریف صاحب
3. حضرت مولانا حافظ سلطان محمود صاحب
4. حضرت مولانا حافظ محمد سعید صاحب
5. حضرت مولانا حافظ محمد عبد الغفور صاحب
6. حضرت مولانا حافظ محمد غلام حسن صاحب
7. سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ
8. حضرت مولانا حافظ محمد عثمان الحق صاحب

خانقاہوں کی خاموشی اور غلط عقائد کا فروغ

سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

"غلط عقائد اس لیے زیادہ ہوگئے اور بڑھتے جا رہے ہیں کہ خانقاہیں خاموش ہوگئی ہیں۔ پہلے جب خانقاہیں فعال تھیں، تو بدعقیدگی کا زور نہیں چل سکتا تھا، مگر جب خانقاہوں میں شہزادے بیٹھ گئے، جنہیں بس اچھی گاڑی، بڑی کوٹھی اور دنیاوی عیش و عشرت کی فکر لاحق ہوگئی، تو خانقاہوں کی وہ روشنی مدھم پڑ گئی جو دین کے صحیح عقائد کی حفاظت کرتی تھی۔"

یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں خانقاہیں علم و عمل اور اصلاحِ عقائد کا مضبوط قلعہ تھیں، جہاں سے لوگوں کو روحانی و دینی تربیت ملتی تھی۔ مگر جب یہ مراکز صرف ظاہری شان و شوکت کے مراکز بننے لگے، تو باطل نظریات کو پنپنے کا موقع مل گیا۔

اہم نوٹ: میں صرف وہی باتیں لکھ رہا ہوں جو سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بندہ نصیر الحق سے فرمائی ہیں کیونکہ آپ حضور کی صحبت بابرکت میں بے شمار دفعہ کئی سال مسلسل جمعرات اور جمعہ شریف کو حاضری ہوتی رہی ہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اب میری ہمت نہیں رہی اور میں معذور ہوگیا ہو ، اللہ پاک مہربان مرشد کا سایہ سلامت تا قیامت رکھے صحت و تندرستی کے ساتھ) یا جو مجھے کسی مستند ذریعے سے معلوم ہوئیں۔ نیز، میں الفاظ کے بجائے مفہوم بیان کر رہا ہوں تاکہ بات زیادہ واضح ہو جائے اور اس کا مفہوم مکمل طور پر سمجھ میں آئے۔

والدہ ماجدہ کا وصال اور حج کے سفر کا واقعہ

سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کا وصال 7 نومبر 1985ء بمطابق 23 صفر المظفر 1405ھ، بروز جمعرات کو ہوا۔

ایک مرتبہ آپ جمعہ شریف کے بیان میں فرما رہے تھے:

"جب میں حج پر جانے لگا تو میری والدہ ماجدہ شدید بیمار تھیں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں اپنا سفر مؤخر کر دیتا ہوں، میں نہیں جاتا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا: نہیں، تم ضرور جاؤ، میں تب تک زندہ رہوں گی جب تک تم واپس نہیں آ جاتے۔"

آپ فرماتے ہیں:

"میں حج شریف کے بعد واپس آیا، تو والدہ ماجدہ نے تب جا کر وصال فرمایا۔"

یہ واقعہ والدہ ماجدہ کی دعاؤں اور محبت کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کے دینی سفر اور حج جیسے مبارک فریضے کو مقدم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی زبان سے کہے گئے الفاظ کو پورا فرمایا۔

والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کا کتبہ

سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ کی قبر شریف کے کتبے پر یہ شعر درج ہے:

منگتے تو رہے منگتے شاہوں میں دکھا دو

جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

یہ شعر والدہ ماجدہ کے بلند مقام اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جھولی پھیلا کر مانگتا ہے، وہ کبھی خالی نہیں لوٹتا۔

صاحبزادہ مجتبیٰ الحق رحمہ اللہ

29 رجب 1424ھ بمطابق 2003ء کو سیدی و مرشدی حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے چہیتے اور لاڈلے بیٹے، حضرت صاحبزادہ حافظ مجتبیٰ الحق رحمہ اللہ دنیا سے پردہ فرما گئے۔

آپ حقیقی معنوں میں ملنگ اور فقیر صفت شخصیت کے مالک تھے۔ مرشد کریم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اکثر فرماتے:

"یہ میرے بعد میرا جانشین ہوگا۔"

لیکن تقدیر کے فیصلے کچھ اور تھے۔ شادی کو ابھی ایک سال بھی مکمل نہ ہوا تھا کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے عقد میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حافظ سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھی ۔

آپ کی وفات کا مرشد کریم پر گہرا اثر پڑا۔ عینی شاہدین کے مطابق، آپ شدت غم سے بہت زیادہ روئے۔ ایک بار بندہ (نصیر الحق) سے فرمایا:

"وہ مکمل فقیر تھا، درویش صفت تھا۔ جہاں آج ان کی قبر مبارک ہے، وہیں انہوں نے کبوتر پال رکھے تھے۔"

حافظِ قرآن اور زبردست یادداشت

آپ انتہائی پکے حافظِ قرآن تھے، اور منزل (قرآن یاد رکھنے) کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک شخص، جو رستم ضلع مردان سے آیا تھا، مرشد کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا بندہ بھی حاضر تھا ۔ اس نے عرض کیا:

"حضور! میں نے دریا شریف میں حفظ کیا ہے اور اب میرے ساتھ کئی طلبہ حفظ کر رہے ہیں۔"

سیدی و مرشدی نے فرمایا:

"وہ دریا ہے اور تم اس سے نکلنے والی نہر ہو۔"

اسی گفتگو کے دوران اس شخص نے ایک حیران کن بات بتائی کہ:

"صاحبزادہ مجتبیٰ الحق صاحب ہمیں گھڑی پکڑوا کر کہتے کہ دیکھو میں کتنے منٹ میں ایک پارہ پڑھتا ہوں، اور حیرت انگیز طور پر وہ صرف چار منٹ میں ایک پارہ پڑھ لیتے تھے۔"

یہ آپ کے کمال درجے کی منزلت، فطری ذہانت اور روحانی مقام کا واضح ثبوت ہے۔

صاحبزادہ حافظ مجتبیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ – بچھڑنے کا غم

دنیا کی یہ راہگزر ہمیشہ کے لیے کسی کا ٹھکانہ نہیں، کچھ مسافر آتے ہیں، روشنی پھیلاتے ہیں، دلوں کو گرما کر، محبتیں بکھیر کر، پلک جھپکتے میں رخصت ہو جاتے ہیں۔ صاحبزادہ حافظ مجتبیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی خوش نصیبوں میں سے تھے، جو مختصر وقت کے لیے آئے، مگر اپنی یادیں دلوں میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔

آپ کی قبر مبارک پر لکھا ہوا یہ غم بھرا شعر آج بھی زائرین کے دلوں میں درد کی لہر دوڑا دیتا ہے:

آئے تھے مثلِ بُلبُل سیرِ گلشن کر چلے

سنبھال مالی باغ اپنا، ہم تو اپنے گھر چلے

کیا خبر تھی کہ جس ہنستی مسکراتی، فقیر منش ہستی کو مرشد کریم نے اپنی آنکھوں کا تارا بنایا تھا، وہ اتنی جلدی اس دنیا کی قید سے آزاد ہو جائے گی۔ جن کی خاکساری، درویشی اور زہد و تقویٰ کی مثالیں دی جاتی تھیں، وہ اتنی جلدی اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے۔

ایک باپ کے دل کا دکھ کیسا ہوگا جس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی امید اپنی آنکھوں کے سامنے مٹی کے سپرد کر دی؟ وہ لمحہ کیسا ہوگا جب جانشین کی مسند خالی ہو گئی؟ یہ درد صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی متاع خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتاری ہو۔

اے مالی! باغ تیرا ہے، ہم تو اپنے گھر چلے گئے۔

لیکن جن کے بغیر یہ باغ ویران ہو گیا، ان کا کیا ہوگا؟

غمِ فراق کا کرب

20 جنوری 2019 بروز اتوار، بمطابق 13 جمادی الاول 1440 ہجری—وہ دن جس نے آستانہ عالیہ بحرالحق شریف کو غم و اندوہ میں مبتلا کر دیا۔ فقیر حضرت حافظ محمد مصطفیٰ الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو خوش مزاجی، دردِ دل، محبت و شفقت کا پیکر تھے، اس دنیا کو الوداع کہہ گئے اور اپنے رب کے حضور رختِ سفر باندھ لیا۔

یہ خبر بجلی بن کر گری، یقین کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ چند روز قبل ہی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہی محبت بھری مسکراہٹ، وہی شفقت بھرا انداز۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا، "آپ خادم حسین صاحب کے بیٹے ہیں؟" میں نے عرض کیا، "نہیں، میں پیرسباق شریف سے ہوں۔" یہ سن کر مزید شفقت سے گلے لگایا—کون جانتا تھا کہ یہ آخری دیدار ہوگا، یہ آخری لمحے ہوں گے!

جنازے کی تیاری:

حکم ملا کہ سب طلباء دریا شریف جاؤ اور خدمت کرو۔ میری ڈیوٹی اعلانات کی لگی تھی ، اور پورے علاقۂ چھچھ میں گاڑی پر لوڈ اسپیکر کے ذریعے ہم اعلانات کرتے رہے ، اگلے دن جنازہ تھا۔

تدفین کا دردناک منظر:

تدفین آستانہ عالیہ بحرالحق شریف میں ہوئی۔ میں خود اسی کمرے میں موجود تھا جہاں یہ المناک لمحہ پیش آیا۔ سیدی مرشدی کے ساتھ دونوں پوتے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ منظر دل دہلا دینے والا تھا—وہ والد جس نے ساری زندگی محبت لُٹائی تھی، آج اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لختِ جگر پر خاک ڈال رہا تھا۔ مگر اللہ کی رضا پر راضی رہے، الحمدللہ آپ کے دو بیٹے ہیں دونوں حافظ قرآن ہیں اور کئی بیٹیاں ہیں یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ مرشد پاک کا نسبی سلسلہ الحمدللہ ہیں ۔

غم کا اثر:

یہ حادثہ ایسا صدمہ تھا کہ سیدی مرشدی کی صحت پر گہرا اثر چھوڑ گیا۔ وہ نہایت کمزور اور علیل ہوگئے۔ یہاں تک کہ اس صدمے کے بعد وہیل چیئر یا کرسی پر آنا جانا ہونے لگا۔

اللہ کریم میرے عظیم مرشد کو صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے، اور حضرت مصطفیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

اہلِ اللہ کی پہچان اور سیدی مرشدی کے صبر و استقامت

اولیاءِ کاملین کی زندگی آزمائشوں سے بھری ہوتی ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہیں کہ :
"اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جن کی خواہشات پوری نہیں ہوتیں، جو اکثر بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، اور جن کے مخالفین زیادہ ہوتے ہیں۔" یہی مشکلات ان کے بلند مقام کی دلیل ہوتی ہیں، کیونکہ جتنا بڑا امتحان، اتنا ہی بلند درجہ۔

اگر آج کے زمانے میں کسی بزرگ ہستی پر شدید مصائب آئے ہیں تو وہ میرے سیدی مرشدی حضور قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ گرامی ہے۔

زندگی کے کٹھن مراحل:

- جوانی میں اہلیہ کا وصال، جو کہ وفا اور دیانت کی پیکر تھیں۔
- پہلے صاحبزادہ حافظ مجتبیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی، جو حقیقی فقیرِ کامل تھے۔
- پھر بڑے بیٹے حضرت حافظ محمد مصطفیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ کا غم، جو دردِ دل رکھنے والے ولی صفت شخصیت تھے۔
- مسلسل بیماریاں اور جسمانی مشقتیں، دل کی تکلیف کے باعث اسٹنٹ لگوانا، فالج اور لقوہ جیسی مہلک بیماریاں۔
- 2015 میں بائی پاس سرجری کا سخت مرحلہ۔
- مخالفین کی ایذائیں اور سازشیں، مگر صبر کا پہاڑ بنے رہے۔

یہ سب محض ظاہری آزمائشیں ہیں، جبکہ باطنی طور پر اللہ نے صبر، رضا اور استقامت کی لازوال دولت سے نوازا ہے۔

بیوی کی وفات، جوان بیٹوں کا یکے بعد دیگرے وصال، بیماریوں کا سلسلہ اور دنیا کی ناقدری— یہ سب وہ غم تھے جو کسی عام انسان کو توڑ کر رکھ دیتے، مگر میرے سیدی مرشدی نے ہر تکلیف کو محبتِ الٰہی کی آزمائش سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کیا اور کبھی لبوں پر شکوہ نہ آنے دیا۔

یہ وہی استقامت ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا:
"إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ"
"بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔" (الزمر: 10)

اللہ کریم میرے مرشدِ پاک کو صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔
آمین ثم آمین

مسنون خلال کا طریقہ – سیدی مرشدی کی رہنمائی

حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتہم کی مجلس میں بندہ حاضر تھا۔ دورانِ گفتگو طہارت اور صفائی کے آداب پر بات ہوئی۔ سیدی مرشدی نے شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرمایا:

"پاؤں کی انگلیوں میں خلال نیچے سے اوپر کی طرف کرنا چاہیے، یہی صحیح طریقہ ہے۔"

یہ الفاظ سن کر دل میں ایک روحانی تازگی محسوس ہوئی۔ آپ کی باتوں میں ہمیشہ حکمت اور اتباعِ سنت کا رنگ نمایاں ہوتا تھا۔ یہ نصیحت نہ صرف طہارت کے ایک جز کی وضاحت تھی بلکہ اس میں اتباعِ سنت اور باریک احکام کی طرف توجہ کی تلقین بھی تھی۔ علماء کرام نے لکھا ہے ہاتھ کی انگلیوں میں خلال رنے کاصحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کودوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرے ،جس کوتشبیک کہاجاتاہے ۔

اورپاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کاطریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی خنصریعنی چھنگلی سے دائیں پیرکی چھنگلی سے شروع کرے اوربائیں پیرکی چھنگلی پرختم کرے ،اس طورپرکہ انگلی کو نیچے کی جانب سے اوپرکی جانب لائے۔

وتخليل أصابع اليدين بالتشبيک والرجلين بخنصريده اليسریٰ ...بخنصررجله اليمنیٰ أي وخاتمابخنصررجله اليسریٰ؛لان خنصرالرجل اليمنیٰ هي يمنیٰ أصابعهاوإبهام اليسریٰ كذٰلک أي فيدخل خنصره من جهة ظهر القدم فيخلل من أسفل صاعداً إلیٰ فوق لامن جهة باطنه۔(الدرالمختار: ۸۷،۱)(۱)

سخاوت

ایک دفعہ سیدی مرشدی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا

"میری تمنا ہے کہ میرے پاس خوبصورت، صاف و شفاف کمرے ہوں، بہترین اور اعلیٰ درجے کے کھانے ہوں، اور میں اللہ کی مخلوق کو کھلاتا رہوں۔"

یہ محض الفاظ نہ تھے، بلکہ آپ کی عملی زندگی اس تمنا کی مکمل تفسیر ہیں آپ نے ہمیشہ اپنے محبوبوں کی بہترین کھانوں سے ضیافت فرمائی۔ عام طور پر مرید اپنے پیر کی دعوت کرتے ہیں، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہیں یہاں مرشد اپنے مریدوں کی دعوت کرتے ہی ہیں بے شمار مواقع پر آپ نے انفرادی طور پر بھی مہمانوں کی تواضع فرمائی اور سالانہ عرس شریف میں اس سخاوت کا ایک حسین منظر دیکھنے کو ملتا ہیں

عرس شریف 8، 9، 10 جمادی الثانی کو منعقد ہوتا ہے۔ یہ کوئی رسمی تقریب نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت کا ایک معتبر اور باوقار جلسہ ہوتا ہے، جہاں اندرون و بیرونِ ملک سے جید علماء و مشائخ تشریف لاتے ہیں۔ ان میں حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالہادی قادری صاحب (امام احمد رضا اکیڈمی، جنوبی افریقہ)، پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب (کراچی)، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب، علامہ عمر فیض قادری صاحب ، صاحب زادہ ابوبکر چشتی صاحب اور دیگر جید علماء شامل ہوتے ہیں۔ وہ حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالتے، امت کو درپیش فتنوں کے خلاف فکری و علمی رہنمائی فراہم کرتے اور دین کی سربلندی کے لیے قیمتی نکات بیان کرتے

محبین کی ضیافت

عرس شریف کی اختتامی نشست کے بعد، جو حضرات واپس جانا چاہتے ہیں، وہ رخصت ہو جاتے ہیں، لیکن دور دراز سے آئے ہوئے محبین، خاص طور پر کراچی وغیرہ کے مہمان، قیام کرتے ہیں۔ اگلے دن سیدی و مرشدی کی جانب سے ان کے اعزاز میں خصوصی دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں مختلف اقسام کے لذیذ کھانے پیش کیے جاتے ہیں:

چاول

بکرے کا گوشت

تکہ گوشت

قورمہ

روسٹ مرغ

کابلی پلاؤ

میٹھے چاول

رشین سلاد

فروٹ چاٹ

سادہ گوشت

سفید گوشت

یہ انواع و اقسام کے کھانے صرف جسمانی غذا نہیں ہوتے بلکہ محبت، عقیدت اور اخلاص کے رنگ میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ یہ آپ کی بے مثال محبت کی روشن دلیل ہیں۔ بندہ نصیر الحق بلا مبالغہ کہتا ہے کہ جو شفقت و محبت آپ اپنے محبوبوں پر نچھاور فرماتے ہیں، شاید ہی کوئی اور کرتا ہو۔

کھانا کھلانے کی فضیلت

اسلام میں مہمان نوازی اور کھانے کھلانے کی بے شمار فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنے قیدی کو کھلاؤ، مسکین کو کھلاؤ اور مہمان کی عزت کرو۔" (بخاری و مسلم)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے لیے بھی ویسا ہی ثواب ہے، جیسا روزہ رکھنے والے کے لیے، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی ہو۔" (ترمذی)

آپ ﷺ نے خود سادہ اور عمدہ کھانے کھلانے کا اہتمام فرمایا اور صحابہ کرام بھی اسی سنت پر کاربند رہے۔

یہی سنت سیدی و مرشدی نے بھی اپنائی اور ہر خاص و عام کے لیے دستر خوان بچھایا۔ آپ کی ضیافت محبت اور عقیدت کی وہ مثال ہے، جسے الفاظ میں مکمل بیان کرنا ممکن نہیں۔

محبت کی نسبت، مریدی کا دعویٰ نہیں

سیدی و مرشدی نے کبھی کسی کو "مرید" کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا، نہ ہی بیعت کی زنجیروں میں کسی کو جکڑنے کا انداز اپنایا۔ آپ ہمیشہ فرماتے ہیں : "فلاں بھی میرے ساتھ محبت کرتا ہے۔"

یہی وہ لطیف نکتہ ہے جو تعلق کو رسمی حدود سے نکال کر اخلاص، مودّت اور قلبی وابستگی کی روشنی میں پرو دیتا ہے۔ سیدی کی نظر میں نسبت کا معیار محض محبت ہے، اور یہی محبت سالک کو سلوک کی منازل طے کرواتی ہے۔

ایصال ثواب

سیدی مرشدی مسجد شریف کے ساتھ متصل حجرے میں تشریف فرما تھے تو فرمایا کہ ایصال ثواب اگر ایسا کیا جائے کہ یا اللہ جو تلاوت اوراد اذکار کیے گئے اس کو اپنی عظیم بارگاہ میں قبول فرما اور اس پر اپنے شایان شان اجر و ثواب عطا فرما ، پھر اس طرح کہا جائے کہ اس کا جتنا اجر و ثواب ہے اس کو فلاں بندہ (بزرگ) کی طرف سے امام الانبیاء حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں ، اس طرح بہتر ہے ۔

نوکری یا صاحبزادگی؟

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ ہمارے سیدی مرشدی حضور قبلہ عالم باباجی صاحب ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کبھی بھی صاحبزادگی کا زعم نہیں دیا، بلکہ ہمیشہ خدمت اور عاجزی کا درس دیا ، آپ فرمایا کرتے:

"صاحبزادے نہیں، نوکر بن کے رہو مہمانوں کے لیے وضو کے کوزے اور لوٹے بھرتے رہو، جوتے سیدھے کرتے رہو۔"

یہ جملہ محض الفاظ نہیں، بلکہ ایک عظیم روحانی درس ہے۔ حقیقی بزرگی اور ولایت کا جوہر اسی میں ہے کہ بندہ خود کو خدمت میں فنا کر دے۔ ہمارے سیدی مرشدی نے ہمیشہ یہی سکھایا کہ عظمت نام و نسب سے نہیں، بلکہ خاکساری اور خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے حقیقت کی روشنی دلوں میں اترتی ہے۔

حقیقی سلوک: عاجزی کا جوہر

سیدی مرشدی حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اکثر اپنے بیانات میں فرماتے ہیں:

"میں مسجد کا جھاڑو کش ہوں اور تمہاری جوتیوں کو سر پر رکھ کر تاج سمجھنے والا ہوں۔"

یہ الفاظ محض گفتار نہیں، بلکہ سلوک و تصوف کا نچوڑ ہیں۔ سلوک کی راہ میں سب سے پہلا زینہ عاجزی اور انکساری ہے۔ وہی شخص معرفت کے دروازے پر پہنچ سکتا ہے جو اپنے وجود کو مٹی سے بھی کم تر سمجھے۔

بزرگانِ دین نے ہمیشہ خود کو بندوں کی خدمت میں جھکا کر ہی ولایت کے تاج سر پر سجائے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو محبوبِ الٰہی بناتا ہے۔ حقیقی بزرگی یہ نہیں کہ لوگ کسی کو بڑا مانیں، بلکہ یہ ہے کہ انسان خود کو سب سے چھوٹا سمجھے۔ جب سالک کی انا ختم ہو جاتی ہے تو اسے حقیقت کی روشنی میسر آتی ہے۔

سیدی مرشدی کی یہ تعلیم ہمیں سکھاتی ہے کہ جو خود کو جھکا لیتا ہے، وہی رفعت کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ یہی حقیقتِ سلوک ہے اور یہی درِ ولایت پر دستک دینے کا طریقہ ۔

آپ کا پسندیدہ شعر

"مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے"

سیدی مرشدی حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اکثر اس شعر کو بیان فرماتے ہیں، کیونکہ اس میں سلوک کا بنیادی اصول پوشیدہ ہے—اپنے نفس کو فنا کر دینا، تکبر اور خودی کو مٹا دینا، تاکہ حقیقی روحانی بلندی حاصل ہو۔

یہی فلسفہ ہمیں انبیاء، اولیاء اور صدیقین کی زندگی میں نظر آتا ہے کہ جو اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے، وہی درحقیقت بقا کی منزل کو پا لیتا ہے۔ جیسے ایک بیج جب مٹی میں دب کر اپنی ظاہری ہستی کو مٹا دیتا ہے، تبھی وہ ایک سرسبز درخت میں تبدیل ہو کر ہزاروں بیج دیتا ہے۔

یہی اصول تصوف میں "فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ" کی بنیاد ہے۔ جب سالک اپنی خواہشات، اپنے وجود اور اپنی میں کو ختم کر دیتا ہے، تو وہ اللہ کی محبت، معرفت اور قرب کی نعمت سے سرفراز ہوتا ہے۔ یہی وہ راز ہے جو مرشدِ کامل اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں کہ اپنی ہستی کو مٹا دو، تاکہ حقیقت کے نور میں جلا پاؤ ۔

عورت کا فتنہ اور راہِ سلوک

ایک مرتبہ بندہ ناچیز کو سیدی و مرشدی حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ النساء حبائل الشیطان"

یعنی "عورتیں شیطان کے جال ہیں۔"

یہ جملہ درحقیقت ایک گہری حکمت پر مبنی ہے، جو نبی کریم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ کا حصہ ہے۔ اس فرمان کا مقصد عورت کو کمتر ثابت کرنا نہیں بلکہ انسان کو اس کے سب سے بڑے آزمائشی دروازے سے خبردار کرنا ہے۔

راہِ سلوک میں سب سے بڑی رکاوٹ نفس اور دنیا کی محبت ہوتی ہے، اور اکثر شیطان انسان کو عورت کی محبت، اس کی خواہش اور کشش کے ذریعے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر یہ محبت حدودِ شریعت میں رہے تو رحمت، اور اگر سرکشی اختیار کرلے تو فتنہ بن جاتی ہے۔

اولیاءِ کرام اور صوفیائے عظام ہمیشہ سالکین کو ضبطِ نفس، نگاہ کی حفاظت، اور شرعی حدود کی پاسداری کی تلقین کرتے رہے ہیں تاکہ وہ شیطانی وسوسوں اور دنیاوی جال میں نہ پھنسیں اور اپنی روحانی ترقی جاری رکھ سکیں۔

سیدی مرشدی کے اس فرمان میں ہمارے لیے دراصل ایک تنبیہ اور نصیحت ہے کہ سالک کو اپنی راہ میں اپنے نفس پر قابو پانے کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ یہی وہ دروازہ ہے جہاں اکثر فتنہ داخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ سلوک میں استقامت عطا فرمائے، آمین۔

سیدی و مرشدی: وہ اوصاف جو چاردانگ عالم میں مشہور ہیں

سیدی و مرشدی حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت نورِ سلوک سے روشن اور روحانی کمالات کی آئینہ دار ہے۔ ان کے چند نمایاں اوصاف جو ہر خاص و عام میں مشہور ہیں، اور جن کا بندہ ناچیز نے بارہا مشاہدہ کیا ہے، درج ذیل ہیں:

1۔ کمال عاجزی

سیدی مرشدی کی عاجزی ایسی ہے کہ گویا "قطرہ سمندر میں گم ہو جائے۔" باوجود بلند مرتبہ ہونے کے، آپ ہمیشہ خود کو معمولی خادم سمجھتے ہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں:

"میں مسجد کا جھاڑو کش ہوں اور تمہاری جوتیوں کو سر پر رکھ کر تاج سمجھنے والا ہوں۔"

یہ انکساری درحقیقت سنتِ انبیاء کی جھلک ہے، جس نے بے شمار دلوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔

2۔ دوسروں کو بے پناہ عزت سے نوازنا

آپ کے در سے کبھی کوئی محروم نہیں لوٹا۔ چھوٹے ہوں یا بڑے، عامی ہوں یا عالم، ہر ایک کو اتنی عزت دیتے کہ مخاطب خود کو معتبر محسوس کرنے لگتا ہیں ایک عام مرید بھی جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو یوں محسوس کرتا جیسے وہی سب سے خاص ہے۔

3۔ سخاوت

آپ کی سخاوت کسی ایک پہلو تک محدود نہیں۔ نہ صرف مالی، بلکہ قلبی وسعت میں بھی بے مثال ہیں۔ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجا، بلکہ ضرورت سے بڑھ کر عطا فرمایا۔

4۔ مہمان نوازی

آپ کی خانقاہ و آستانہ سخاوت اور مہمان نوازی کا عملی نمونہ ہے۔ روازنہ دسترخوان بچھتا ہے، وہ صرف کھانے کی محفل نہیں بلکہ محبت و اخلاص کا منظر پیش کرتا ہے۔ جب آپ کی صحت اچھی تھی تو آپ خود مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہتے اور اپنی ذات کو خدمت کے لیے پیش کرتے ، اب خدام خدمات سر انجام دیتے ہیں لیکن آپ بھرپور نگرانی فرماتے ہیں ۔

5۔ ادب

ادب کی دولت سے آپ کا دامن ہمیشہ بھرا رہا ہے آپ کا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ اہلِ علم و اہلِ نسبت کی بے حد تعظیم کرتے ہیں اور اسی ادب کی برکت سے آپ کی مجلس میں نور اور برکت کا نزول ہوتا ہیں

یہ اوصاف آپ کی ذاتِ گرامی کا ایسا حسین امتزاج ہیں، جو ہر دیکھنے والے کو سلوک و محبت کی راہ پر چلنے کا درس دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدی و مرشدی کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ۔

جمالِ حکمت و فیضانِ معرفت

سیدی و مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق باباجی صاحب دامت برکاتہم العالیہ و فیوضہم علینا کی صحبت بابرکت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جہاں کلامِ محبت کے دریا بہتے تھے اور الفاظ میں حکمت و معرفت کے دروازے کھلتے تھے۔

ایک دن باباجی حضور نے فرمایا:

"بول یا نہ بول، تیرے بولنے کا غم نہیں

، تیرا ایک دیدار، تیرے بولنے سے کم نہیں۔"

یہ الفاظ سن کر دل کے نہاں خانوں میں عجیب کیف پیدا ہوا۔ گویا یہ کلام ہمیں یقین دلا رہا تھا کہ سکوت میں بھی محبت کی زبان بولتی ہے، کہ دیدار کی تاثیر کبھی الفاظ کے شور سے کم نہیں ہوتی۔

جب میں اپنی ابتدائی درسی کتب باباجی حضور کی زیرِ شفقت پڑھ رہا تھا،(مرشد پاک نے بندہ ناچیز کے پڑھائی کےلیے کئی استاذہ کو بلایا آپ انہیں بھاری معاوضے دیتے رہے فقط اس لیے کہ بندہ پڑھ

جائے واللہ العظیم بندہ حقیر نہ اس احسان عظیم کا بدلہ دے سکا ہے نہ دے سکے گا بس اتنا ہی کہوں گا کہ باری تعالیٰ آسیدی مرشدی کو اپنے شایان شان اجر و ثواب و بدلہ عطا فرما) تو ان میں حضرت سعدیؒ کی کریما بھی شامل تھی۔ باباجی اکثر اس کے اشعار پڑھ کر فہم و ادراک کے نئے در وا کرتے۔ ان کی زبانِ مبارک سے کریما کے یہ الفاظ بارہا سنے:

کریمابہ بخشائے برحال ما

کہ ہستم اسیر کمند ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس

توئی عاصیاں را بخش و بَا

نگہدار ما را ز راہ خطا

خطا در گزار و صوابم نما

یہ اشعار پڑھ کر باباجی نے فرمایا:

"سخاوت بود کار صاحب دلاں، سخاوت بود پیشہ مقبلاں۔"

گویا ہمیں سکھایا جا رہا تھا کہ اہلِ دل کا شعار سخاوت ہے اور وہی لوگ کامیابی کی منازل طے کرتے ہیں، جو ایثار و درگزر کا مزاج رکھتے ہیں۔ حضرت مرشد پاک کے ملفوظات میں حکمت کے انوار جھلکتے اور روح کو سیراب کرنے والے حقائق پنہاں ہوتے۔

ایک اور موقع پر حضرت باباجی صاحب نے فرمایا: "پورا قرآن پاک اللہ کے ولیوں کی شان بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں۔"

یہ ملفوظ ہمیں اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نیک بندے وہی ہیں جو قرآن کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے ہیں اور یہی لوگ دائمی سعادت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔

"شانِ ولایت اور حکمتِ الٰہیہ"

فرمایا: سیدنا خضر علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ولی اور علمِ لدنی کے حامل تھے، جبکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر نبی اور شریعت کے علمبردار تھے۔ مگر حکمتِ الٰہیہ نے یہ ظاہر فرمایا کہ بعض معاملات میں اہلِ معرفت کو وہ خصوصی علم عطا کیا جاتا ہے جو ظاہری اسباب سے ماورا ہوتا ہے۔ اس سے اہلِ ولایت کے مقام اور ان کے علمی فیوض کی عظمت نمایاں ہوتی ہے، جو سراسر اللہ کی عطا ہے۔

"رحمتِ الٰہی اور نیک صحبت کی برکت"

سیدی مرشدی نے فرمایا : ایک شخص، جو 100 جانوں کا قاتل تھا، جب اللہ والوں کی بستی کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں ہی اس کی روح قبض کر لی گئی۔ مگر چونکہ اس کا رخ نیکوں کی طرف تھا، اس لیے اللہ نے اپنی رحمت سے زمین کو حکم دیا کہ نیکوں کی بستی کا فاصلہ کم کر دیا جائے، اور یوں وہ مغفرت کا مستحق ٹھہرا۔ یہ واقعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اللہ والوں کی طرف سفر بھی انسان کے لیے بخشش اور رحمت کا سبب بن سکتا ہے، اگر نیت میں اخلاص ہو ۔

خواجہ عبد الرحمان چھوہروی کی کرامت

فرمایا کہ اللہ والوں کو سکھانے والا اللہ پاک ہے، کیونکہ نبی جو تمام کے تمام اولیاء اللہ ہیں، انہیں اللہ ہی نے علم عطا فرمایا اور ان کے دلوں میں علم کا نور ڈالا۔ یہی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو وہ علم عطا کرتا ہے جو انسانوں کی قدرت سے باہر ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خواجہ عبد الرحمان چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ امی تھے، یعنی ان کے پاس دنیاوی تعلیم نہیں تھی، لیکن اللہ کی بے پایاں کرم سے انہوں نے 30 پارے اور "صلوات الرسول" کا مجموعہ لکھا۔ یہ کرامت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ پاک اپنے منتخب بندوں کو علم سکھانے میں کسی دنیاوی اصول کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ اپنی خاص عنایت سے انہیں وہ علم عطا کرتا ہے جو لوگوں کی عقل سے ماورا ہوتا ہے۔

فرمایا ولیوں کے یہ شان ہے اگر ایک بات پر ڈٹ جائے تو وہ ہو جاتا ہے اگر وہ قسم کھالیں تو اللہ پاک اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔

علم کی اہمیت :

سیدی مرشدی نے فرمایا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں علم دیا اور ہمارے دشمنوں کو دولت دی کیونکہ دولت فنا ہونے والی ہے اور علم ہمیشہ رہنے والا ہے ۔ (سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مشہور اشعار کا یہ ترجمہ ہیں اشعار یہ ہیں

رضِینا قِسمَۃَ الجَبّارِ فِینا

لَنا عِلمٌ وَلِلْجُہّالِ مَالُ

فَإِنَّ المَالَ یَفْنَی عَنْ قَرِیبٍ

وَإِنَّ العِلمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

ترجمہ: ہم اللہ کی تقدیر پر راضی ہیں ، ہمارے پاس علم ہے اور جاہلوں کے پاس مال ہے؛ یقیناً مال جلد ختم ہو جائے گا؛ جبکہ علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ۔)

شیطانی وسوسوں سے بچاؤ کا طریقہ"

سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا:

"جب تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی غلیظ خیال یا وسوسہ آئے، تو فوراً 'لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم' پڑھو اور 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' تین دفعہ پڑھو، پھر بائیں طرف تھوک دو۔"

عجز و محبت کا حسین امتزاج

ایک دفعہ عرس شریف کے اگلے سیدی و مرشدی، حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے محبوبوں سے درد بھرے لہجے میں فرمایا:

اللہ پاک کے بندے دور دور سے تشریف لاتے ہیں لیکن ان سے ملاقات نہیں کر پاتا مجھے ڈر ہے کہ کہی اللہ ناراض نہ ہو جائے ، میں معذور ہوں اس لیے ملاقات نہیں کرسکتا ، خدا کے لیے مجھے معاف کرنا اور راضی رہنا

یہی وہ اوصافِ حمیدہ ہیں جو اللہ کے نیک بندوں کو محبوب بناتے ہیں، اور یہی وہ روش ہے جس سے قلوب کی زمین پر اخلاص کے پھول کھلتے ہیں۔

شبہات سے اجتناب: صوفیاء کی روش

سیدی و مرشدی، حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک بار فرمایا:

"جب میں سفر پر جاتا تھا تو آٹا گوندھا ہوا ساتھ لے جاتا تھا۔ پھر پیرسباق شریف کے قریب جی ٹی روڈ پر ایک باشرع تندور والا تھا، جو آپ کے نانا صاحب کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ میں اسے آٹا دے کر روٹی بنوا لیتا تھا۔"

یہ بظاہر ایک عام سی بات ہیں، مگر درحقیقت یہ صوفیاء کرام کی اس سنت کی جھلک ہیں، جو ہمیشہ مشتبہ اور بازاری کھانوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ طیب و پاکیزہ غذا دل و روح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہیں کہ اہلِ تصوف اپنی خوراک کے معاملے میں نہایت محتاط رہتے ہیں ۔

یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ جس چیز میں ذرہ برابر بھی شبہ ہو اسے ترک کرنا چاہیے ، اسے ترک کر دینا ہی اہلِ طریقت کا شعار ہے ، تاکہ قلب کی پاکیزگی اور روح کی لطافت برقرار رہے۔

استغفار کی ساعتیں

جمعہ شریف کا مبارک دن تھا۔ عصر کے بعد سعادت نصیب ہوئی کہ سیدی و مرشدی حضور قبلہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی کی اور کچھ دیر صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔

جب رخصت ہونے لگا تو آپ نے شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرمایا:

"اولیائے کاملین عصر سے مغرب تک استغفار میں مشغول رہتے ہیں۔"

پھر لمحہ بھر توقف فرمایا اور مسکرا کر گویا ہوئے:

"مغرب میں ابھی کچھ وقت باقی ہے، آپ بھی ایک تسبیح (100 مرتبہ استغفار) پڑھ سکتے ہیں، اور میں بھی پڑھتا ہوں۔"

اللہ پاک ہم سب کو خوب استغفار کی توفیق عطا فرمائے ۔

سونے سے قبل بخشش کا نورانی وظیفہ

سیدی مرشدی ہمیشہ اپنے محبین کو تلقین فرماتے کہ رات کے پرسکون لمحات میں، جب دنیا کی ہلچل مدھم پڑ جائے اور دل کی دھڑکنیں سکون کے ترانے چھیڑنے لگیں، اس وقت استغفار کو اپنا معمول بنا لو۔

فرماتے:
"جو بندہ سوتے وقت اللہ کے حضور جھک جائے، اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے، اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرے، وہ گویا اپنے بستر پر نہیں بلکہ رحمت کے سائے میں سوتا ہے۔"

پس، سونے سے پہلے یہ استغفار تین بار پڑھنا لازم کر لو:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ:

"میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں۔"

(سنن الترمذي، 5/339، بيروت)، (مشكاة شريف)

یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو دل کو گناہوں کی کثافت سے پاک کر دیتے ہیں، روح کو جلا بخشتے ہیں، اور سونے والے کو اللہ کے عفو و کرم کی چادر میں لپیٹ دیتے ہیں۔

سفرِ عشق – دربار حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری

اہلِ سلوک کے لیے خانقاہی آستانے صرف اینٹ پتھر کی عمارتیں نہیں، بلکہ تجلیاتِ الٰہیہ کے مظاہر اور روحانی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں۔ جہاں فنا فی اللہ کے جام پلائے جاتے ہیں، قلوب کی صفائی کی جاتی ہے، اور مسافرانِ راہِ حق کو منزلِ عشق کی راہ دکھائی جاتی ہے۔ سیدی مرشدی، حضرت

حافظ محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہم، ہمیشہ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کو دل و جان سے محبوب رکھتے۔ خصوصاً حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر آپ کا ایک والہانہ عشق تھا۔ آپ نہ صرف خود حاضری دیتے، بلکہ محبت کرنے والوں کا ایک قافلہ لے کر جاتے، گویا کہ ایک روحانی کارواں، جو عشقِ الٰہی کی خوشبو سے معطر ہوتا۔ یہ محض ایک ظاہری سفر نہ ہوتا، بلکہ باطنی اسرار کی روشنی میں لپٹا ایک تربیتی مرحلہ ہوتا۔ آپ خود اس قافلے کے سالار ہوتے، راستے میں ذکر و اذکار کی محفلیں ہوتیں، ہر دل تسبیح کی مالا میں پرویا جاتا، اور ہر نگاہ خاکساری کے نور میں نہا جاتی۔ دربارِ پیر بابا پر پہنچتے ہی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ سب شرکاء کے لیے قیام و طعام کا اہتمام پہلے سے ہوتا۔ آپ نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جو بھی محبت میں سفر کرے، وہ کسی دنیوی فکر میں مبتلا نہ ہو، بلکہ پوری یکسوئی کے ساتھ اس روحانی مجلس کا حصہ بنے۔ لانگری آپ ساتھ لے کر جاتے تاکہ شرکاء قافلہ کو طعام کی کوئی ضرورت نہ ہو ، آپ کی نگرانی میں دیگیں پکائی جاتیں، لنگر تقسیم ہوتا، اور ہر نوالہ شکر کے آنسوؤں کے ساتھ کھایا جاتا۔

چینیوں اور رومیوں کا مقابلہ

سیدی مرشدی غوث الزماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ نے ایک دفعہ بندہ نصیر الحق کو یہ حکایت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی بیان تھی کہ چین اور روم کے نقاشوں کے درمیان مقابلہ ٹھن گیا -- بادشاہ وقت نے ان دونوں گروپوں کو ایک بڑے ہال کمرے میں بند کر دیا اور حکم دیا کہ وہ ایک ایک دیوار پر اپنی مہارت کا جادو جگائیں --- جسے دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ کس ملک کے نقاش بہتر ہیں ۔ بادشاہ نے ہال کمرے کے درمیان ایک بھاری پردہ لٹکا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کا کام نہ دیکھ سکیں -------- چین کے نقاشوں نےقسم ہا قسم کے رنگ اور برش طلب کئے جبکہ روم کے نقاشوں نے کچھ بھی نہ مانگا ---- دونوں نے اپنا اپنا کام شروع کر دیا ---- چینی مختلف رنگوں کی آمیزش سے عمدہ ترین نقش و نگار بنانے میں دن رات لگے رہے جبکہ رومیوں نے اپنی دیوار کو خالی پالش کر کے چمکانا شروع کر دیا انہوں نے دیوار کو اس قدر چمکا دیا کہ وہ آئینے کی مانند عکس دکھانے لگی جبکہ چینیوں کے بیل بوٹے نقش و نگار اس قدر دلفریب دلآویز تھے کہ عقل دنگ رہ جاتی ۔ ایک ہفتہ تک یہ دونوں گروہ اپنا اپنا کام کرتے رہے --- جب کام مکمل ہو گیا تو بادشاہ کو مطلع کیا گیا ---- بادشاہ نے پہلے چینیوں کا کمال دیکھا بہت خوش ہوا پھر وہ رومیوں کی طرف متوجہ ہوا انہوں نے درمیان سے پردہ ہٹایا تو چینیوں کے نقش و نگار صیقل کی ہوئی دیوار میں دکھائی دینے لگے بادشاہ نے رومیوں کے کام کو اول قرار دیا جو بغیر کچھ خرچ کئے چینیوں سے بازی لے گئے ------مولانا روم فرماتے ہیں کہ رومیوں کے کام کی مثال ان با خدا صوفیوں کی سی ہےجو نہ تو اتنا علم رکھتے ہیں نہ کوئی دوسرا ہنر ۔ لیکن انہوں نے اپنے قلوب کو اس قدر صیقل کیا ہوا ہے کہ اس میں جمال الٰہی ہر گھڑی منعکس ہوتا رہتا ہے صوفیاء کے دل میں کسی قسم کا لالچ کینہ بغض حرص نہیں ہوتا انہوں ان آلودگیوں سے اپنے قلوب کو پاک کر لیا ہوتا ہے ۔

جب یہ حکایت آپ نے بیان فرمائی تو یقیناً آپ کا مقصد یہی ہوگا کہ آپ بھی اپنے قلب کو آلائشوں سے پاک کر کے اسے جمالِ حق کا آئینہ بنا لیں۔

دنیا کی حقیقت

ایک دفعہ حضور مرشد پاک نے فرمایا اس کا ماحصل فی الذہن یہ ہے کہ یہ دنیا ایک خواب کی مانند ہے، جہاں عزت، رتبہ، دولت اور شان و شوکت سب کچھ آنکھ کھلتے ہی بکھر جاتا ہے۔ جب تک سانسیں بحال رہتی ہیں، لوگ محبت کے جام پلاتے ہیں، سونے اور جواہرات کا خراج پیش کرتے ہیں، عزت و احترام میں پلکیں بچھاتے ہیں۔ ماں باپ کے دل میں اولاد کے لیے لازوال محبت ہوتی ہے، دوستوں کی محفلیں آباد رہتی ہیں، دنیا ہر لمحہ دامِ فریب بچھائے مسکراہٹیں بکھیرتی ہے۔ لیکن جیسے ہی موت کی آہٹ سنائی دیتی ہے، یہ سب کچھ ایک سراب کی طرح تحلیل ہونے لگتا ہے۔ جو ماں باپ زندگی بھر اپنے بیٹے کے لیے قیمتی لباس خریدتے ہیں، وہی محبت کرنے والے ہاتھ اسے کفن کی سادہ چادر میں لپیٹ کر دنیا کے سب تعلقات منقطع کر دیتے ہیں۔ وہی جو زیورات پہناتے تھے، اب اس کے ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتارتے ہیں۔ جو لوگ عیش و عشرت کی محفلوں میں اسے شریک کرتے تھے، وہی آج اسے مٹی کے سپرد کرنے کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں۔ یہی دنیا کی حقیقت ہے۔ دنیا والوں کو معلوم ہے کہ اس سفر میں جاہ و جلال، مال و زر اور رتبہ و منصب کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو کچھ ساتھ جاتا ہے، وہ دل کی پاکیزگی، اعمال کی روشنی اور وہ نور ہے جو قلب کی صیقل شدہ دیوار میں جمالِ الٰہی کی صورت منعکس ہو رہا ۔

لطائفِ باطن اور درِ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

ایک مجلس میں سیدی و مرشدی، غوثِ زماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ نے ارشاد فرمایا:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف کو یوں نہیں چلایا کہ ہر کسی کو نظر آئے کہ وہ دھڑک رہے ہیں۔ یہ ایک باطنی راز ہے، جو ہر نگاہ کی گرفت میں نہیں آتا۔ لطائف کا جاری ہونا محض ظاہری حرکات یا جسمانی تجربات پر موقوف نہیں، بلکہ یہ ایک روحانی معاملہ ہے، جو اللہ کی عطا اور مشائخ کی توجہ سے نصیب ہوتا ہے۔

حضرت نے مزید فرمایا:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا فلاں لطیفہ جاری نہ ہو رہا ہو، تو وہ میرے دربار پر آ کر اسے جاری ہوتا دیکھے گا۔"

مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کس لطیفے کا ذکر فرمایا تھا ۔ یہ حقیقت اہلِ نسبت کے لیے ایک عظیم بشارت ہے کہ جس کی روحانی ترقی میں کوئی رکاوٹ ہو، وہ درِ مشائخ پر حاضر ہو، اخلاص کے ساتھ طلب کرے، اور اپنی باطنی اصلاح کے لیے فیض یافتہ نگاہوں کے سامنے جھک جائے۔ جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں، وہی اصل کامیاب لوگ ہیں، جن کے سینے میں ذکر اللہ کا نور جاری ہو جاتا ہے اور جن کے لطائف، خواہ کسی کو نظر نہ آئیں، مگر حقیقت میں ان کے باطن میں ایک نورانی انقلاب برپا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیوں سے محبت

ایک دفعہ میں نے اپنے سیدی مرشدی سے عرض کیا کہ حضور، دل بہت چاہتا ہے کہ عمرہ شریف ادا کروں۔ آپ نے میری عرض پر دعا فرمائی اور پھر سوال کیا، "جو شخص ماں باپ کے قریب ہوتا ہے، اس کے ساتھ محبت زیادہ ہوتی ہے یا جو ان سے دور ہوتا ہے؟" میں نے عرض کیا، "جو ماں باپ سے دور ہوتا ہے، وہ لاڈلا ہوتا ہے۔" تو آپ نے فرمایا، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں، اور جو امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن پاک سے دور ہیں، قریب کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔" یہ بات میری یاد سے محو ہوگئی تھی، مگر آج والدہ ماجدہ نے یہ ملفوظ دوبارہ یاد دلایا۔ 5اپریل 2025

رمضان: روحانیت کا مہینہ

سیدی و مرشدی، غوثِ زماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ نے ارشاد فرمایا:

"رمضان روحانیت کا مہینہ ہے، اس میں روحانیت بنانی چاہیے۔"

یہ مبارک مہینہ محض روزے رکھنے اور ظاہری عبادات تک محدود نہیں، بلکہ یہ دل کی صفائی، باطن کی روشنی اور قربِ الٰہی کے حصول کا سنہری موقع ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں انسان کو اپنے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ اس کا دل اللہ کی یاد سے کتنا روشن ہے، اس کی روح کس قدر لطافت اور نورانیت سے معمور ہے ، صوفیائے کرام رمضان کو اپنی روحانی تربیت کے لیے خاص طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ مہینہ انہیں ظاہری اور باطنی تزکیہ کی یاد دلاتا تھا، جس میں بھوک اور پیاس صرف جسم کے لیے نہیں بلکہ روح کے لیے ایک غذا بن جاتی ہے۔ کم کھانے، کم سونے، کم بولنے اور زیادہ ذکر و فکر میں مشغول ہونے سے دل میں ایک خاص لطافت اور نور پیدا ہوتا ہے، جو عام دنوں میں مشکل ہوتا ہے، پس جو لوگ رمضان کو صرف جسمانی مشقت سمجھتے ہیں، وہ اس کے حقیقی راز سے غافل ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمیں اپنی روح کو جلا بخشنی ہے، ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن، درود و استغفار اور محبتِ الٰہی میں غرق ہو کر اپنی باطنی دنیا کو سنوارنا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنی روح کو جِلا بخشنے میں کامیاب ہو گیا، وہ سارا سال اس نورانی برکت سے مستفید ہوتا رہے گا۔

ہر شب، شبِ قدراست

سیدی و مرشدی، غوثِ زماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ سے رمضان المبارک میں کئی بار یہ شعر سننے کی سعادت نصیب ہوئی:

اے خواجہ چہ پرسی ز شب قدر نشانی

ہر شب شب قدر است قدر بدانی

(ترجمہ: تو شبِ قدر کی نشانی کیوں پوچھتا ہے؟ اگر تُو قدر جان لے، تو ہر رات ہی شبِ قدر ہے) یہ شعر حقیقتِ شبِ قدر اور اس کے پیغام کو خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے۔ عام طور پر لوگ صرف ایک خاص رات کی تلاش میں رہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ رات جس میں بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو، گناہوں سے توبہ کرے، عبادت میں مشغول ہو، وہی اس کے لیے شبِ قدر بن جاتی ہے ، مرشدِ کامل کی یہ نصیحت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ شبِ قدر کو محدود نہ سمجھو، بلکہ ہر رات کو عبادت، ذکر، اور توبہ سے قیمتی بنا لو۔ جو انسان اللہ کی رضا کے لیے ہر رات کو خاص بنا لے، اس کے لیے ہر شب شبِ قدر ہے، اور ہر لمحہ رحمتِ الٰہی کا دروازہ کھول سکتا ہے۔

فیضِ مرشد اور اخلاص کی برکت

سیدی و مرشدی، غوثِ زماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ نے فرمایا: "جو اخلاص کے ساتھ آئے گا، اسے یہاں کے درخت، بوٹی اور در و دیوار سے بھی فیض ملے گا۔" اخلاص وہ جوہر ہے جو ایک عام جگہ کو بھی مقامِ فیض میں بدل دیتا ہے۔ جب کوئی سالک خالص نیت اور طلبِ حق کے ساتھ کسی صاحبِ نسبت درویش کے آستانے پر حاضر ہوتا ہے، تو وہاں کی فضا، در و دیوار، درخت اور گھاس تک اس پر رحمت کے اثرات ڈالنے لگتے ہیں۔ اخلاص کے ساتھ حاضر ہونے والا دل کی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے، اور اسے ہر چیز میں نورِ معرفت اور رحمتِ الٰہی کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہی اخلاص ہی وہ کنجی ہے جو طالبِ حق کے لیے دروازے کھول دیتی ہے، اور اسے ہر سمت سے فیض پہنچنے لگتا ہے۔

در و دیوار سے فیض کیسے حاصل ہوتا ہے؟

یہ سوال ایک عارفانہ نکتہ لیے ہوئے ہے کہ پیرِ کامل کی موجودگی یا عدم موجودگی کے باوجود ایک جگہ، اس کے در و دیوار، درخت اور فضا سے فیض کیسے مل سکتا ہے؟ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ہاں اس کا جواب بہت گہرا اور روحانی حکمتوں سے بھرپور ہے۔

روحانی اثرات کا باقی رہنا

جس جگہ اللہ کے ولی کثرت سے عبادت، ذکر و اذکار اور ریاضت کرتے ہیں، وہ جگہ خود روحانی انوار سے معمور ہو جاتی ہے۔ جیسے مسجد، خانقاہ، یا وہ حجرہ جہاں اللہ والے بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، وہ جگہ ایک مخصوص نورانی کیفیت اختیار کر لیتی ہے۔

محبت اور نسبت کا اثر

جس دل میں اخلاص اور محبت ہو، وہ در و دیوار کو عام اینٹ پتھر نہیں سمجھتا، بلکہ اس میں ایک روحانی روشنی محسوس کرتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کوئی ان کے گھر آتا، تو وہاں کی فضا ہی مختلف محسوس ہوتی تھی۔ یہی کیفیت خانقاہوں اور اولیاء کے مزارات پر بھی پائی جاتی ہے۔

جگہوں میں روحانی مقناطیسیت

روحانی طور پر بلند شخصیات کی صحبت اور قیام سے زمین کے ذرات تک میں ایک خاص کشش آ جاتی ہے، جو اخلاص رکھنے والوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جیسے مسجد نبوی میں جا کر ایک عام نمازی بھی وہ کیفیت محسوس کرتا ہے جو عام مساجد میں ممکن نہیں ہوتی۔

دعاؤں اور انوار کا اثر

ولی اللہ جس جگہ ذکر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، وہ جگہ انوارِ الٰہی سے روشن ہو جاتی ہے۔ جیسے خانہ کعبہ کی ہر اینٹ میں ایک روحانی کیفیت موجود ہے، اسی طرح اللہ والوں کی خانقاہوں اور مجالس کی در و دیوار بھی تاثیر رکھتی ہیں۔

زمین اور چیزوں میں برکت

قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے کہ اللہ نے کچھ جگہوں کو بابرکت بنایا، جیسے مسجد الحرام، بیت المقدس، اور وادئ طور۔ اسی طرح پیر و مرشد کے مقام کو بھی اللہ کی رحمت خاص کر دیتی ہے، اور جو سچے دل سے وہاں آتا ہے، اسے محسوس ہوتا ہے کہ در و دیوار تک اس پر مہربان ہیں۔

عقیدت اور یقین کی تاثیر

جس طرح حضرت یعقوبؑ کی بینائی حضرت یوسفؑ کی قمیص سے لوٹ آئی، وہ صرف قمیص کا کمال نہیں تھا بلکہ نسبت اور یقین کا اثر تھا۔ جو اخلاص کے ساتھ کسی فیض یافتہ جگہ پر جاتا ہے، اسے وہاں کے در و دیوار بھی تاثیر دیتے ہیں، کیونکہ وہ جگہ اللہ کی خاص تجلیات کا مرکز بن چکی ہوتی ہے۔

قوالی

سیدی و مرشدی، غوثِ زماں حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الحق صاحب حفظہ اللہ ورعاہ نے فرمایا: "قوالی ہمارے سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الغفور بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کی تھی اس لیے ہم بھی نہیں کرتے ، پھر فرمایا کہ جو فائدہ قوالی سے لیا جاتا ہے، وہ تو درختوں کے پتوں کے ہلنے سے بھی حاصل ہوتا ہے"

فارسی کے عظیم صوفی شاعر سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعراور اس کا مفہوم تصوف اور معرفتِ الٰہی کی ایک گہری حقیقت بیان کرتا ہے:

"برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار"

مفہوم :"عقل رکھنے والوں کے لیے درختوں کے سبز پتے بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، ہر پتہ گویا اللہ کی معرفت (شناخت) کی ایک کھلی کتاب ہے۔"

درختوں کے پتوں کے ہلنے سے روحانی فائدہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

سیدی و مرشدی کے فرمان کے مطابق، جو فائدہ بعض لوگ قوالی سے حاصل کرتے ہیں، وہ تو درختوں کے پتوں کے ہلنے سے بھی مل سکتا ہے۔ اس کی گہرائی کو سمجھنے کے لیے ہمیں روحانیت، قدرت اور فطری تجلیات پر غور کرنا ہوگا۔

فطرت کے ذریعے ذکرِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ پوری کائنات اس کی تسبیح کر رہی ہے:

"تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ"

(بنی اسرائیل: 44)

یعنی آسمان و زمین اور ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے، مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ جب درختوں کے پتے ہلتے ہیں، تو وہ بھی اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتے ہیں، اور جو دل اس حقیقت کو سمجھ لے، وہ ان پتوں کے ہلنے سے وہی روحانی کیفیت حاصل کر سکتا ہے، جو کسی قوالی یا موسیقی سے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قدرتی سکون اور خشوع

صوفیاء کا طریقہ یہ ہے کہ وہ فطرت میں اللہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔ ہوا کا چلنا، پتوں کا ہلنا، پرندوں کا چہچانا، دریا کی روانی یہ سب انسان کو قدرت کے قریب کرتے ہیں۔ جو دل اللہ سے جڑا ہو، وہ درختوں کی سرسراہٹ میں بھی وہی کیفیت محسوس کرتا ہے جو کسی وجد آور نغمے میں مل سکتی ہے۔

خاموش مراقبہ اور ذکر

صوفیاء اور اولیاء کرام تنہائی میں قدرت کے ساتھ جڑنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں: "خاموشی وہ زبان ہے جو اللہ سے بات کرتی ہے۔" درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ ایک خاموشی کا درس ہے، ایک فطری ذکر ہے، جو دل کو سکون اور روح کو نور عطا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اخلاص کے ساتھ کسی درخت کے نیچے بیٹھے اور اپنے باطن میں جھانکے، تو وہ وہی سرور پا سکتا ہے جو بعض لوگ قوالی کے ذریعے چاہتے ہیں۔

قوالی اور قدرت میں فرق

قوالی کا اثر خارجی اور وقتی ہوتا ہے، جو مخصوص الفاظ، راگ، اور دھن پر منحصر ہوتا ہے۔ جبکہ درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ ایک مسلسل اور خالص ذکرِ الٰہی ہے، جو ہر لمحہ جاری ہے۔

فنا فی اللہ کا درس

درخت کے پتے ہلتے ہیں، مگر اپنی مرضی سے نہیں، بلکہ اللہ کی ہوا کے تابع ہو کر۔ یہ صوفیانہ زندگی کی علامت ہے—ایک سچا ولی اپنی مرضی نہیں چلاتا، بلکہ اللہ کی رضا میں فنا ہو جاتا ہے۔ جب کوئی اس حقیقت کو سمجھتا ہے، تو درختوں کے ہلنے میں بھی اسے اللہ کا پیغام ملتا ہے، سیدی و مرشدی کے اس قول میں ایک گہری حقیقت ہے: "جو فائدہ قوالی سے حاصل کیا جاتا ہے، وہ تو درختوں کے پتوں کے ہلنے سے بھی مل سکتا ہے۔" یعنی جو دل ذکرِ الٰہی سے جُڑا ہو، وہ کسی خارجی سہارے کا محتاج نہیں، بلکہ وہ قدرت کے ہر مظہر میں اللہ کا جلوہ دیکھ سکتا ہے۔ یہی اصل روحانیت ہے، اور یہی تصوف کا کمال ہے۔

دعا کی تلقین

بندہ کو فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا، اَللّٰهُمّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

ترجمہ:

اے اللہ! میرے دل میں نور کردے، اور میری آنکھوں میں نور کردے، اور میرے کانوں میں نور کردے، اور میرے دائیں نور کردے، اور میرے بائیں نور کردے، اور میرے پیچھے نور کردے، اور میرے آگے نور کردے اور میرے لئے نور کردے، اور میرے پٹھوں میں نور کردے، اور میرے گوشت میں نور کردے، اور میرے خون میں نور کردے، اور میرے بالوں میں نور کردے، اور میری کھال میں نور کردے، اور میری زبان میں نور کردے، اور میرے نفس میں نور کردے،اور میرے لئے

بڑا نور مقرر کردے، اور مجھے نور کردے، اور میرے اوپر نور کردے، اورمیرے نیچے نور کردے، اے اللہ! مجھے نور عنایت فرما۔

(مشکاۃ المصابیح، ۱/ 374، بیروت)، (مصابیح السنۃ، ۱/ 423، بیروت)، (حصن حصین)

نماز میں یہ پڑھا کرو

سیدی مرشدی نے بندہ نصیر الحق کو فرمایا نماز میں یہ دعا بھی پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

’’اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں، میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

ایک جامع دعا کا حکم

فرمایا یہ دعا نماز میں پڑھا کرو

اللہم إني أعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من عذاب النار وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال

اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور مسیح دجال کی آزمائش سے (بھی) تیری پناہ مانگتا ہوں

سیدی مرشدی کی تسبیح سے محبت

اللہ والے ہر چیز میں محبوبِ حقیقی کی یاد تلاش کرتے ہیں۔ اُن کے دل میں ذکرِ الٰہی کی ایسی روشنی جاگزیں ہوتی ہے کہ اُن کی ہر ادا، ہر حرکت اور ہر لمحہ ذکر کی خوشبو سے معطر ہوتا ہے۔ میرے

سیدی و مرشدی، حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتہم العالیہ کی زندگی اسی نور سے بھرپور ہے۔

ایک روز بندہ نصیر الحق کو فرمایا: "میں یہاں سے کوئٹہ صرف تسبیح لینے گیا تھا، جب تسبیح ملی تو واپس آگیا۔" یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ ایک کامل سالک کے شوقِ ذکر اور توجہِ باطن کا عظیم مظہر ہے۔ اکثر آپ کے دستِ مبارک میں ایک خوبصورت تسبیح ہوتی ، جسے تھامے آپ خاموشی سے ذکر میں مشغول ہوتے۔ ایک دن آپ نے فرمایا: "یہ تسبیح کوک کی ہے، کوک وہ لکڑی ہے جس سے نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی۔" عبد الستار خان صاحب اکثر آپ کے حکم سے تسبیح بناتے۔ آپ خود انداز، سوراخ، دھاگہ اور دانوں کی ترتیب تک کی نگرانی فرماتے ہیں۔ کئی بار خدام کو فرماتے : "جاؤ، خان صاحب سے کہو کہ دھاگہ یوں ہو، سوراخ ایسے ہوں..." یہ سب کچھ صرف تسبیح کے حسن کے لیے نہیں، بلکہ ذکر کی راہ کو بہتر اور پُراثر بنانے کی تمنا کا عکس ہے۔ یقیناً یہ سب نشانیاں اس بات کی گواہ ہیں کہ آپ کا دل، ذکرِ الٰہی کا گہوارہ ہے۔ آپ کی تسبیح، آپ کا سکوت، اور آپ کی نگاہیں سب کچھ "یاد" کے دائرے میں سمٹ جاتے ہیں۔

خاو

سخی اور بخیل

فرمایا

السخی حبیب اللہ و لو کان فاسقا والبخیل عدو اللہ ولو کانا زاھدا

شعر

بخیل اربود زاہد بحر و بر

بہشتی نہ باشد ز حکم خبر

یعنی سخاوت کرنے والا خدا تعالیٰ کا دوست ہے اگرچہ وہ فاسق ہو پھر آپ نےشیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا شعر پڑھا ۔

سفرِ راز

سفر ہمیشہ کسی نہ کسی مقصد کے تحت کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ دنیاوی مقاصد کے لیے سفر کرتے ہیں، کچھ تجارتی اغراض کے لیے، اور کچھ محض سیاحت کی غرض سے۔ لیکن کچھ سفر ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ دنیاوی ہوتے ہیں، نہ مادی، بلکہ روحانی اسرار و رموز سے بھرپور ہوتے ہیں، اور جن کی حقیقت صرف وہی جان سکتے ہیں جنہیں اللہ نے خاص بصیرت عطا کی ہو۔

سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا پشاور کی طرف سفر بھی ایک ایسا ہی معمہ ہے، ایک ایسا راز جسے جاننے کے لیے ظاہری آنکھ سے نہیں، بلکہ دل کی آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے ،(آج کل آپ کی صحت ناساز ہیں اس لیے آپ نہیں جاتے) آپ اکثر پشاور کا رخ فرماتے، مگر یہ سفر نہ کسی دنیاوی کام کے لیے ہوتا، نہ کسی ملاقات کے لیے، اور نہ ہی کسی ذاتی ضرورت کے لیے۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ آپ نہ کسی سے ملتے، نہ کسی محفل میں شرکت فرماتے، اور نہ ہی گاڑی سے اترتے ، آپ کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک، وقاص صاحب، جو اکثر آپ کے ساتھ سفر میں ہوتے، انہوں نے ایک بار بندہ کو بتایا: "حضرت باباجی ہمیں فرماتے کہ گاڑی سے اتر جاؤ، اگر کچھ کھانا پینا ہے تو کر لو۔ اگر کسی کی اشتہا ہو تو وہ کھا پی لے، مگر میں گاڑی میں ہی بیٹھا رہوں گا۔"

یہی معمول تھا، ہر بار وہی انداز، وہی خاموشی، وہی چہرے پر رومال ڈال کر بیٹھنا، جیسے کسی ایسے مشن پر ہوں جو ظاہری دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔

کبھی کبھی آپ مسلسل کئی دنوں تک پشاور جاتے۔ ایک دن بندہ نصیر الحق سے فرمایا:

"میں پشاور اس لیے بہت زیادہ جاتا ہوں کہ میرے والد صاحب، حضور قبلہ عالم باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں جایا کرتے تھے، اس لیے میں بھی جایا کرتا ہوں۔" یہ ایک ایسا جملہ تھا جو حقیقت میں کئی رازوں کا دروازہ کھول سکتا تھا، اگر کسی کے پاس وہ نظر ہوتی جو باطن کے بھیدوں کو سمجھ سکے۔ اولیاء کرام کے معاملات ہمیشہ دنیاوی عقل سے ماورا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایسے پہلو ہوتے ہیں جو عام فہم انسانوں کے لیے راز ہوتے ہیں، مگر باطن کی دنیا میں وہ سب سے زیادہ روشن حقائق ہوتے ہیں ، جب آپ کو شدید دل کا دورہ پڑا تھا، اس دن بھی آپ سفر پر تھے۔ آپ نے رشکئی انٹرچینج والی مسجد میں مغرب کی نماز کی امامت فرمائی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ کا پشاور روز جانا کوئی عام نہیں تھا۔ بندہ کے نزدیک یہ سفرِ راز تھا، یہ کسی عام مقصد کا سفر نہ تھا، بلکہ ایک روحانی ڈیوٹی تھی جو صرف اللہ کے خاص بندے ہی ادا کرتے ہیں۔ پشاور کی زمین، اس کے باسی، اس کے در و دیوار—سب آپ کی نگاہِ کرم سے فیض پا رہے ہیں۔ آپ ہی اس علاقے کے غوث ہیں، جن کی موجودگی سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اور جن کے دم سے یہ خطہ محفوظ ہے۔

فیضانِ قادریہ کا روحانی مرکز

ایک دن میرے سیدی مرشدی نے مجھ سے فرمایا:" تورڈھیر شریف ضلع صوابی میں حضرت خواجہ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد، حضرت شیخ شعیب بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ وہ ایک عظیم شیخ تھے، جن کے فیوض و برکات آج بھی جاری ہیں۔" ، میں نے ادب سے عرض کیا:"حضور! تورڈھیر شریف سے تو ہماری رشتے داری ہے۔ میری ہمشیرہ صاحبہ کا گھر بھی وہیں ہے، اس لیے ہمارا آنا جانا رہتا ہے۔ میں وہاں کے مشہور دربار، حضرت میاں گل بابا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے بھی جا چکا ہوں، جہاں لوگ جسمانی بیماریوں خصوصاً دانے نکلنے کی شکایت سے شفا پانے

کے لیے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہاں کی خاک بھی شفا بخشتی ہے۔"یہ سن کر مرشد پاک نے ارشاد فرمایا: وہ بھی ایک برکتوں کا مرکز ہے، مگر اگر تم اس سے ذرا آگے بڑھو، تو ایک اور نورانی مقام تمہارا منتظر ہوگا حضرت شیخ شعیب بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار۔ وہی ہستی ہیں جنہوں نے سیدو شریف کے حضرت خواجہ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی تربیت دی۔ پھر یہی فیض مانکی شریف کے مشائخ کو پہنچا، اور بعد میں دریائے رحمت شریف کے باباجی صاحب اول اور باباجی صاحب ثانی رحمہما اللہ نے بھی اسی سلسلے سے فیض پایا۔

نسبت کی برکت

سیدی مرشدی اکثر فرماتے ہیں :

"آنا جانا نہ چھوڑو، اس نسبت کے فائدے کا تمہیں قبر میں پتہ چلے گا۔"

عقیدہ اور معدہ: ایک حکیمانہ مثال

قبلہ سیدی مرشدی نے فرمایا: "عقیدہ کی مثال معدے کی مانند ہے۔ اگر معدہ درست ہو تو غذا جسم کو توانائی اور فائدہ پہنچاتی ہے، لیکن اگر معدہ خراب ہو جائے تو چاہے کھانے میں کتنی ہی غذائیت اور لذت ہو، وہ جسم کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہی حال عقیدے کا ہے اگر عقیدہ صحیح اور مضبوط ہو تو اعمال بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتے ہیں اور نجات کا ذریعہ بنتے ہیں۔ لیکن اگر عقیدے میں فساد آ جائے، تو اعمال خواہ کتنے ہی زیادہ اور خوبصورت کیوں نہ ہوں، وہ نفع دینے کے بجائے بے اثر ہو جاتے ہیں۔"

صحت اور وقت: قیمتی ترین سرمایہ

سیدی مرشدی نے فرمایا:

"دنیا میں دو چیزیں سب سے زیادہ قیمتی ہیں: ایک صحت اور دوسری وقت۔" پھر ارشاد فرمایا: "اگرچہ وقت قیمتی ہے، لیکن صحت اس سے بھی زیادہ اہم ہے، کیونکہ وقت سے فائدہ اٹھانے کا دارومدار صحت پر ہے۔ اگر صحت اچھی ہو تو انسان وقت کو بہترین طریقے سے استعمال کر سکتا ہے، عبادات میں مشغول ہو سکتا ہے، نیک اعمال بجا لا سکتا ہے اور زندگی کی حقیقی برکتوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر صحت کمزور ہو تو وقت کی قدرو قیمت جاننے کے باوجود، اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا ممکن نہیں رہتا۔" لہٰذا صحت کی حفاظت کرنی چاہیے، تاکہ اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق ملے اور یہ زندگی حقیقت میں کارآمد بن جائے۔ کیونکہ صحت اللہ کی نعمت ہے، اور اس نعمت کی قدر کرنا خود عبادت ہے۔

ہر حق دار کو حق دو

سیدی مرشدی نے فرمایا : (آپ نے اس حدیث پاک کے کچھ حصے کا تذکرہ فرمایا تھا لیکن افادہ کے لیے مکمل حدیث شریف پیش کرتا ہوں)

عن أبي جحيفة وهب بن عبد الله رضي الله عنه قال: آخى النبي صلى الله عليه وسلم بين سلمان وأبي الدرداء، فزار سلمان أبا الدرداء فرأى أم الدرداء مُتَبَذِّلَةً، فقال: ما شأنُكِ؟ قالت: أخوك أبو الدرداء ليس له حاجة في الدنيا، فجاء أبو الدرداء فصنع له طعاما، فقال له: كل فإني صائم، قال: ما أنا بآكل حتى تأكل فأكل، فلما كان الليل ذهب أبو الدرداء يقوم فقال له: نم، فنام، ثم ذهب يقوم فقال له: نم. فلما كان من آخر الليل قال سلمان: قم الآن، فصليا جميعا فقال له سلمان: إن لربك عليك حقا، وإن لنفسك عليك حقا، ولأهلك عليك حقا، فأعطِ كل ذي حق حقه، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال النبي صلى الله عليه وسلم : «صدق سلمان». او كما قال عليہ الصلاة والسلام [صحيح] - [رواه البخاري] ابو جحیفہ وہب بن

عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرادء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو بہت پراگندہ حال دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ پھر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر جب ابو الدرداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا۔ [صحیح] - [اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔]

شرح رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مابین (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام درداء رضی اللہ عنہا کو ایک شادی شدہ عورت کے لباس میں نہ دیکھا (بہت پراگندہ حال دیکھا)۔ یعنی ان کا لباس خوبصورت نہ تھا تو ان سے اس بات کا سبب پوچھا؟ ام درداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابودرداء نے دنیا، اہل عیال، کھانے پینے الغرض ہر

چیز سے منہ موڑ رکھا ہے۔ پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا حاضر کیا جب کہ وہ خود روزے سے تھے۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کو روزہ توڑنے کا کہا اور ایسا اس لیے کہا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے سے رہتے ہیں۔پس وہ روزہ توڑ کر کھانے میں شریک ہو گیے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابو درداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو دونوں نے مل کر نماز پڑھی۔ سلمان نے یہ چاہا کہ وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کو سمجھائیں کہ انسان کے لیے روزے اور قیام کی خاطر اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا روا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اس طرح نماز اور قیام کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ثواب بھی حاصل ہو اور اس کے ذریعے تھکن اور مشقت کا ازالہ بھی ہو ۔

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ اور مرشدِ گرامی

ناموسِ رسالت ﷺ اور ختمِ نبوت ﷺ کا دفاع ہر عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کا مقصد اور ایمان کا تقاضا ہے۔

2017 میں جب فیض آباد میں تحریک لبیک پاکستان کے زیرِ قیادت دھرنا جاری تھا، عاشقانِ رسول ﷺ سڑکوں پر ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے ڈٹے ہوئے تھے، تو میرے مرشدِ کریم ضعف کیوجہ سے خود اگرچہ دھرنے میں شریک نہ ہو سکے، مگر اپنی مکمل تائید و حمایت کا اظہار فرمایا۔ آپ نے اپنے محبوبان کو حکم دیا کہ دھرنے میں بیٹھے مجاہدینِ ختمِ نبوت کے لیے کھانے کا بندوبست کریں۔ راولپنڈی کے مخلص ساتھیوں نے بڑی محبت سے مچھلیاں تیار کیں اور اسے دھرنے کے شرکاء میں تقسیم کیا۔

یہ صرف کھانے کی تقسیم نہ تھی بلکہ اس بات کی دلیل تھی کہ میرے مرشدِ کریم کی روحانی سرپرستی ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ رہی ہے جو ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے میدانِ عمل میں ہوتے ہیں۔ حضرت خادم حسین رضویؒ نے بھی اپنے بیان میں اس احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آج دریا شریف سے تم لوگوں کے لیے مچھلیاں آئی ہیں۔"

اسی عشق و محبت کا مظہر وہ مبارک گھڑی بھی تھی جب حضرت علامہ خادم حسین رضویؒ آستانہ عالیہ بحر الحق شریف تشریف لائے۔ یہ دو عاشقانِ رسول ﷺ کی ایسی روحانی اور تاریخی ملاقات تھی، جس نے دیکھنے والوں کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑا۔ ہر آنکھ حیران تھی کہ یہ دونوں عظیم ہستیاں ایک دوسرے کے احترام میں سر جھکائے کھڑی ہیں—ایک بزرگ دوسرے کا ادب کر رہا ہے، اور دوسرا محبت و شفقت کے موتی نچھاور کر رہا ہے۔

میرے مرشدِ کریم نے حضرت خادم حسین رضویؒ کو خصوصی دعائیں عطا فرمائیں اور مکمل تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔

محبت و شفقت کی لازوال میراث

یہ غالباً 2016 کی بات ہے، میرے سیدی مرشدی نے فرمایا:

" یہ تسبیح روزانہ پڑھا کرو— یا رب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک و عظیم سلطانک۔"

یہ الفاظ میرے لیے نئے تھے، پہلے سے یاد نہ تھے، مگر آپ نے میرے حال پر نظر کی، شفقت فرمائی، اور میرے ساتھ محبت سے بار بار پڑھنے لگے۔ آپ ایک کلمہ پڑھتے، میں دہراتا۔ لیکن میں

بیچ میں پھر بھول جاتا۔ مگر آپ کہاں رکنے والے تھے؟ جیسے ایک مہربان باپ اپنے بچے کو قدم قدم پر سنبھالتا ہے، آپ بھی تب تک دہراتے رہے جب تک کہ یہ الفاظ میرے دل پر نقش نہ ہوگئے۔ آہ! وہ محبت، وہ شفقت، وہ اخلاص— جو ہر لمحہ آپ کے چہرے سے جھلکتا تھا۔ وہ تربیت، جس میں دل کی نرمی بھی تھی اور روح کی غذا بھی۔ میں آج تک ان احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا، اور سچ تو یہ ہے کہ زندگی بھر بھی نہیں چکا سکوں گا۔اے اللہ! میں تو ایک نالائق بندہ ہوں، کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مگر تُو تو سب کچھ کر سکتا ہے! یا اللہ! میرے سیدی مرشدی کو اپنی شان کے مطابق دارین میں بہترین صلہ عطا فرما۔ ان کی محبتوں اور شفقتوں کا وہ اجر عطا فرما، جو تیرے کرم کے شایانِ شان ہو! آمین، ثم آمین۔

اولیاء کرام کی خاموش سزا

اللہ والے دشمن کو بھی پاکیزہ سزا دیتے ہیں،

کہتے کچھ نہیں، بس نظروں سے گرا دیتے ہیں

یہ شعر غالباً سیدی مرشدی پڑھتے رہتے ہیں آپ کا انداز ہی نرالا ہے، نہ غصہ، نہ بددعا، بس ایک خاموشی، جو دلوں پر اثر کرتی ہے۔ ان کی نگاہوں میں حلاوت بھی ہے اور ہیبت بھی، جو جس قابل ہوتا ہے، اسی کے مطابق حصہ پاتا ہے۔ محبتوں میں ڈھلے الفاظ اور اخلاص سے لبریز لہجہ ہی آپ کی پہچان ہیں۔

سیدی مرشدی کا لباس: سادگی، وقار اور اتباعِ سنت کا عملی نمونہ

سیدی مرشدی کا طرزِ لباس ایک ایسی حقیقت ہے جو نہ صرف ان کی شخصیت کی سادگی اور پاکیزگی کو نمایاں کرتا ہے بلکہ اتباعِ سنت اور روحانی جمال کا آئینہ دار بھی ہے۔ آپ ہمیشہ سفید کپڑے زیب تن فرماتے ہیں، جو زہد اور تقویٰ کی علامت ہے۔ بچپن سے ہی آپ کا معمول عمامہ شریف باندھنے کا ہے، جو آپ کی علمی اور روحانی نسبت کا غماز ہے۔ مولانا حافظ عبد الواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ آپ کے ہم سبق رہ چکے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ کا انداز ہمیشہ منفرد اور وقار سے بھرپور تھا—نیچی نگاہ، نرمی، اور بردباری اس کا خاصہ تھے۔ آپ کے لباس میں سادگی اور نفاست ایک ساتھ جھلکتی ہے۔ آپ کی قمیص کھلی، فراخ اور لمبی ہوتی ہے، جس میں بکرم کا استعمال نہیں ہوتا، اور بٹن ایک اضافی پٹی کے پیچھے چھپے ہوتے ہیں، جو ظاہری بناوٹ اور تصنع سے اجتناب کی علامت ہے۔ دامن اور آستین اندرونی طرف سے تقریباً ڈیڑھ انچ مڑے ہوتے ہیں، جو آپ کے لباس کی نفاست اور ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔آپ کی شریعت کے باریک نکات پر گہری نظر ہونے کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ ظہر کی نماز کے وقت گلے میں ڈالی چادر ہٹا دیتے اور فرماتے کہ نماز میں چادر لٹکانے کو "سدل" کہتے ہیں، جو مکروہ ہے۔ یہ عمل آپ کی حساسیت اور ہر چیز کو دین کے مطابق ڈھالنے کے ذوق کا عکاس ہے۔ آپ کے دستِ مبارک میں دوران بیان ایک گھڑی ہوتی ہے، جو دائیں ہاتھ میں چمڑے کے پٹے کے ساتھ پہنی جاتی ہے، اور اس کا رخ نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی مگر باریک جزئیات آپ کے طرزِ زندگی میں نظم و ضبط، نفاست، اور وقار کو نمایاں کرتی ہیں۔ یہ سب تفصیلات صرف ایک شخصیت کے طرزِ لباس کی وضاحت نہیں، بلکہ ایک عظیم صوفی اور مردِ حق کی زندگی کے وہ پہلو ہیں جو عشقِ سنت، روحانی عظمت اور عملی تربیت کی روشن مثال کے طور پر موجود ہیں۔

محتاجی سے پناہ:

سیدی مرشدی کی زبان مبارک سے میں نے اکثر یہ دعا سنی ہے: "اللہ محتاجی سے بچائے، اللہ کسی کا محتاج نہ کرے۔"

شیطانی خیالات اور وساوس کا علاج

سیدی مرشدی نے فرمایا جب شیطان کی طرف سے کوئی غلط خیال یا وسوسہ آجائے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو اور اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم 3 بار پڑھ کے بائیں طرف تھوک دو ۔

فرمایا لاحول ولاقوۃ الاباللہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص عمل رہا ، روز 500 دفعہ لاحول شریف کا ورد آپ کا معمول تھا ، فرمایا اس خیال کی طرف بالکل توجہ ہی نہ دو ، فرمایا شیطان راہ حق سے ہٹانے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے طرح طرح کی تصاویر سامنے لاتا ہے ، فرمایا مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ہر انسان کو شیطان سمجھو (ہر کسی سے ہوشیار رہو کہ کہی تمھارے دین کو نقصان نہ پہنچائے) کیونکہ اکثر انسان کے لباس میں ملبوس شیطان ہوتے ہیں ، فرمایا اب کسی کو عالم نہیں سمجھتا کیونکہ علم اٹھ گیا ہے ، جو علم والے تھے وہ دنیا سے چلے گئے اور جو ہے وہ معذور ہوگئے ہیں پڑھا نہیں سکتے

(2016-10-19-)

ہر مصیبت و پریشانی کا مجرب وظیفہ

سیدی مرشدی نے فرمایا کہ عشاء کے نماز کے بعد وضو ہوتو (یعنی باوضو)101 دفعہ " وافوض آمری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد " پڑھا کرے ، یہ بہت اچھا ہے ، ہر مصیبت پریشانی و حاجت کے لیے ۔ فرمایا بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے والدین اس کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور جب تک اولاد

حاضر نہ ہو روٹی نہیں کھاتے ، طرح طرح کی چیزیں انہیں دیتے ہیں ، گلے میں سونے کی ہار ڈالتے ہیں اور قمیص کے بٹن سونے کے لگواتے ہیں لیکن جب یہی بچہ بڑھا ہو جاتا ہے تو والدین انہی بچوں کو کہتے ہیں کہ جاؤ اور پیسے لاؤ اور پھر جب فوت ہو جاتے ہیں تو وہی اولاد ہوتی ہے لیکن اس سے سونا ، کپڑے ، گھڑی مطلب ہر چیز لے لیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتی ہیں ، فرمایا یہ ہے دنیا کی مثال اور دنیاوی والدین کی مثال جن کا تعلق فقط دنیا کی زندگی تک ہے اور اولیاء کرام کے ساتھ محبین کا روحانی رشتہ ہوتا ہے جو نہ صرف دنیاوی زندگی میں ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی ہوتا ہیں ۔ فرمایا جب بھی فرصت ملے تو استغفار پڑھا کرو ۔

عارفانہ دعا

یہ دعا سیدی مرشدی کی زبان مبارک سے یاد کی ہیں

اللهم خلقتنی مجانا ورزقتنی مجانا فاغفرلی مجانا

ترجمہ: "اللہ! تُو نے مجھے مفت میں پیدا فرمایا، اور مفت میں رزق دیا، پس میرے اللہ! مجھے مفت میں بخشش بھی دے دے۔"

تشریح: یہ دعا انسان کی عاجزی اور اللہ کی بے پایاں کرم کا اقرار ہے۔ انسان اپنے پیدا ہونے اور رزق پانے میں اللہ کی عنایت کا شکر گزار ہوتا ہے، اور اس کے بعد وہ اللہ سے اپنی بخشش کا طلبگار ہوتا ہے، جو کہ کسی بھی شرائط یا بدلے کے بغیر ہو۔ اس دعا میں انسان کا اللہ کی بے حساب مہربانی پر ایمان اور اعتماد ظاہر ہوتا ہے، کہ جیسے اللہ نے اس کی تخلیق اور رزق کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھی، ویسے ہی وہ اپنی مغفرت بھی بغیر کسی شرط کے عطا کرے۔

لطائف سبعہ

ایک دفعہ آپ نے مسجد شریف کے ساتھ ملحق حجرے شریف میں لطائف اور ان کے انورات کا ذکر فرمایا چنانچہ ذیل میں خاندان نقشبندیہ کے لطائف سبعہ کا ذکر کیا جاتا ہے لطائف سبعہ کے بارے میں تفصیل:

لطیفہ قلب : نورکا رنگ:زرد زیر قدم: حضرت سیدنا آدم علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام مقام: بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، داخل سینہ

2. لطیفہ روح ، نور کا رنگ سرخ ، زیر قدم: حضرات ابراہیم و نوح علیہ نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام

مقام: دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، مائل بہ پہلو

3. لطیفہ سر

نور کا رنگ: سفید زیر قدم: حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام ، مقام: بائیں پستان کے برابر اوپر سینہ کی طرف

4. لطیفہ خفی

نور کا رنگ: سیاہ زیر قدم: حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام

مقام: دائیں پستان کے برابر اوپر سینہ کی طرف

5. لطیفہ اخفی نور کا رنگ:سبز

-زیر قدم: نبینا و شفیعنا و کریمنا سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مقام: وسط سینہ میں سر اور خفی کے درمیان

6. لطیفہ نفسی

نورکا رنگ:خاکی زیر قدم : نبینا و شفیعنا و کریمنا سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ،

مقام: سر کے بالوں کی جڑوں کے نیچے، پیشانی پر

7. لطیفہ قالبی نور کا رنگ: آتش نما ، زیر قدم: نبینا و شفیعنا و کریمنا سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقام: وسط دماغ

*عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور اشعار

سیدی مرشدی جب اپنی محافل میں مخصوص انداز اور جوش کے ساتھ یہ اشعار پڑھا کرتے، تو محفل میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ ہر طرف روحانی وجدانی نظارے دکھائی دینے لگتے۔ یہ اشعار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے پناہ عقیدت اور محبت کا اظہار ہیں، اور ان کی تاثیر سے محفل میں ایک روحانی سکون اور جذبہ پیدا ہوجاتا۔

اشعار:

کملی والے میں قربان تیری شان پر

سب کی بگڑی بنانا تیرا کام ہے

ٹھوکرے کھا کے گرنا میرا کام ہے

ہر قدم پر اٹھانا تیرا کام ہے

چھوڑ دی ہم نے کشتی تیرے نام پر

اب کنارے لگانا تیرا کام ہے

محبوبوں سے محبت کا اظہار اشعار میں

سیدی مرشدی اپنے محبوبوں کے ساتھ بے پناہ پیار و محبت فرماتے ہیں ایک دفعہ باران رحمت برس رہی تھی اور آپ بیان فرما رہے تھے تو آپ نے سبحان اللہ اس ادا سے یہ اشعار پڑھے کہ جس کا احاطہ تحریر میں لانا میرے لیے ناممکن ہے تب اشعار یہ ہیں

اے ابرِ کرم تھم تھم کے برس ، اتنا نہ برس کے وہ آنا سکے

وہ آجائیں پھر جم کے برس ، اتنا برس کے وہ جا نہ سکے

مرشد کی نصیحت اور ماں کی دعا

ایک دن مرشد کریم، حضرت حافظ محمد عبد الحق دامت برکاتهم، نے شفقت بھری نظر ڈالی اور فرمایا: "بیٹا! گھر جا کر اپنی والدہ کے قدم چومنا۔"

میں خاموشی سے سر جھکا کر روانہ ہوا۔ گھر پہنچ کر والدہ ماجدہ کے قدموں کو محبت سے بوسہ دیا۔ وہ حیرت سے بولیں: "نہ چومو، تمہارے لبوں سے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے"

میں نے عرض کیا: "اماں! مرشد پاک نے فرمایا ہے کہ قدم چوموں۔"

یہ سنتے ہی والدہ کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے ڈھیروں دعائیں دیں اور میں دل میں سوچنے لگا کہ شاید میرے کسی بھائی نے یہ سعادت نہ پائی ہو۔ یہ سب مرشد پاک کی برکت تھی، جو والدین کے حقیقی مقام کا احساس دلا رہی تھی۔

گفتگوئے مبارک: شیریں کلامی

حضرت مرشد کریم، اطال اللہ عمرہ وحیاتہ وفیوضاتہم علینا، کی گفتگو سراسر نور، عاجزی، اور محبت سے لبریز ہوتی ہے۔ ان کے الفاظ میں ایک ایسی مٹھاس ہے جو دلوں میں محبت اور روح میں سکون اتار دیتی ہے۔ ہر ایک کو عزت و احترام سے نوازنا، نرم لہجے میں شفقت بھری بات کرنا، اور مخلوق کے لیے سراپا رحمت بن جانا—یہ سب ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آپ مبارک اپنے مریدین اور محبین پر بے پناہ شفقت فرماتے ہیں، اور جو ایک بار ان کی محبت کی شراب سے گھونٹ بھر لیتا ہے، اس کا دل پھر کسی اور کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ یہ عشقِ حقیقی اور روحانی تعلق کی وہ لذت ہے جسے بیان کرنا الفاظ کے بس کی بات نہیں۔ آپ کی گفتگو وہی تاثیر رکھتی ہے جس کا نقشہ شاعر نے یوں کھینچا:

گفت او گفت اللّٰہ بود، گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود۔

یقیناً جو بھی ایک بار آپ کی محبت کے سائے میں آجاتا ہے، اس کے لیے دنیا کی ہر شے ماند پڑ جاتی ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے: "جِدو دا تیرا پیار چکھیا، ساں نوں لگن مٹھیاں پکھیاں۔"

ولئ کامل: محبت و معرفت کے سرچشمہ (یہ بندہ کی کئی سال پرانی تحریرہے)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہوتے ہیں جو مخلوقِ خدا کے لیے رشد و ہدایت کا چراغ ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے پر نورِ الٰہی کی جھلک اور ان کی بارگاہ میں حاضری سے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ ان کی صحبت دل کے زنگ کو مٹا کر معرفت کے نور سے منور کر دیتی ہے۔ وہ دنیا سے پردہ فرما بھی جائیں تو ان کے مزارات فیوض و برکات کے مراکز بنے رہتے ہیں، جہاں جانے والا کبھی محروم نہیں لوٹتا۔ انہی نفوسِ قدسیہ میں ایک عالی مرتبت ہستی میرے پیر و مرشد، عارف باللہ، محبوب العلماء والصلحاء، سلطان الفقرا، غوث الزماں، مقتدائے طریقت، پابندِ شریعت، حضور قبلہ باباجی صاحب مبارک ہیں، جو آستانہ عالیہ دریائے رحمت و بحرالحق شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام صفاتِ حمیدہ سے مزین فرمایا ہے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت قبلہ باباجی صاحب اور اسلاف کے طریقوں پر سختی سے کاربند ہیں۔ ہر جمعہ جب حجرہ مبارک کا دروازہ کھلتا ہے تو حاضرین بے اختیار "حق! حق! حق!" کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ ولئ کامل کی پہچان یہی ہے کہ ان کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے، اور "الحق" اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے، جو آپ کی ذات میں جھلکتا ہے۔آپ کے بیانات میں ہمیشہ محبت کا رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "وقت قلیل ہے، محبت کثیر ہے۔" آپ مزید فرماتے ہیں: "مسائل تو علماء سے سنتے ہی رہتے ہو، یہاں محبت تمہیں کھینچ کر لائی ہے، اس لیے گفتگو بھی صرف محبت کی ہوگی" بیان شریف کے آخر میں، آپ محبت بھرے انداز میں اپنے محبوبین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: "کوئی بھی لنگر شریف کے بغیر نہ جائے، جو جائے گا، ماں گولی مارے گی، چھری مارے گی!" اللہ اکبر! ایسی شدید محبت! مرشد کا اپنے غلاموں پر یہ اندازِ شفقت، محبت کی وہ مثال ہے جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ یہی وہ تعلق ہے جو دلوں کو محبتِ الٰہی سے جوڑ دیتا ہے اور بندے کو اس کے حقیقی مقام سے روشناس کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے ولئ کامل کی صحبت اور فیوض و برکات

سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ۔ سیدی مرشدی حضرت باباجی صاحب مدظلہ العالی کی زندگی ایک عظیم مثال ہے کہ کس طرح انسان اپنی تکالیف، بیماریوں اور مشکلات کے باوجود اللہ کی رضا میں راضی رہ کر سرِ تسلیم خم کر کے شکر ادا کرتا ہے۔ جب بھی آپ سے صحت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، آپ کبھی بھی ناشکری کا اظہار نہیں کرتے ۔ ضعف، کمزوری اور بیماری کے باوجود ہمیشہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو وقت اللہ کی یاد میں گزر جائے وہی اچھا ہے"۔ آپ کی ساری زندگی مشقتوں اور تکالیف سے عبارت رہی ہے، اور باوجود اس کے کہ آپ کے دونوں جگر گوشے دنیا سے رخصت ہو گئے، آپ کی استقامت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا۔ یہ ہی استقامت اصل کرامت ہے اور آپ مدظلہ العالی تو جبلِ استقامت کی مانند ہیں، جنہوں نے کبھی کسی تکلیف پر شکایت نہ کی۔ آپ کی زبان حال ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ: "سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے"۔ آپ کے دل میں صرف اللہ کی رضا کا تصور ہوتا ہے اور ہر حالت میں اس پر راضی رہتے ہیں۔ آپ کی طبیعت مبارک فطری طور پر تنہائی پسند ہے۔ چھوٹے سے حجرۂ مبارک میں، آپ اپنی زندگی کے شب و روز اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں بسر فرما رہے ہیں۔ نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں، نہ طلب کرتے ہیں، بلکہ عطا فرمانا آپ کی عادتِ کریمہ ہے۔ عجز و انکساری، علم و عمل، زہد و تقویٰ، اخلاص و محبت، جود و سخا، غریب نوازی و درگزر، خشیتِ الٰہی و محبتِ الٰہی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، للّٰہیت اور مخلوقِ خدا سے شفقت—— یہ تمام صفات آپ کی شخصیت کا آئینہ ہیں۔ آپ اپنے والدِ ماجد، حضور قبلہ باباجی ثانی لاثانیؒ کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں اور ان کی عالی نسبتوں کے امین ہیں۔ یہ نسبت اتنی مستحکم تھی کہ آپ نے وصیت کے مطابق ان کے نمازِ جنازہ کی امامت بھی فرمائی، جو ایک عظیم سعادت ہے۔ شریعتِ مطہرہ کی سختی سے پابندی آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ آپ کے تمام اقوال، اعمال و افعال میں سنن و مستحبات کی جھلک نمایاں

نظر آتی ہے۔ آپ کا معمول مبارک رہا ہے کہ منبر شریف کے ساتھ بیٹھ کر پوری رات ذکر و عبادت میں مشغول رہتے، راز و نیاز کی کیفیات میں محو ہو جاتے، اور اشراق ادا کرنے کے بعد ہی آرام فرماتے۔ آپ کا لباسِ مبارک سادگی اور شریعت کا حسین امتزاج ہے: سرِ مبارک پر ہر وقت عمامہ شریف، لمبا کشادہ سفید کرتا، اور سبز واسکٹ— گویا باطن کی روشنی، ظاہر کے لباس میں بھی جھلکتی ہے۔ آپ کے محبین میں علماء و سادات کرام کا حد درجہ احترام کیا جاتا ہے، بلکہ آپ خود ان کے لیے سراپا تعظیم ہوتے ہیں۔ آپ اور آپ کے محبوبین کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ ملتے وقت ایک دوسرے کے ہاتھ چومتے ہیں، جو محبت اور ادب کی علامت ہے۔ آپ کو حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی کا بڑا حصہ ازبر ہے۔ بیان شریف کے آخر میں اکثر عاشقانہ انداز میں یہ شعر پڑھتے ہیں:

یادِ او سرمایۂ ایماں بود

ہر گدا از یادِ سلطاں بوَد

یہی وہ سرمایۂ عشق و محبت ہے جو آپ کی ذاتِ مبارکہ کے ذریعے دنیا میں تقسیم ہو رہا ہے، اور محبین و مریدین کے دلوں میں محبتِ الٰہی کے چراغ روشن کر رہا ہے۔

شہرت سے بے نیاز، ذکرِ الٰہی میں محو

حضور قبلہ باباجی صاحب شہرت اور تشہیر کو سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ کی سادگی، بے نفسی اور للّٰہیت کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً میں ایک مرید نے عرض کیا کہ وہ آپ کے ساتھ روضۂ رسول ﷺ پر سلام کے لیے جانا چاہتا ہے، تو آپ نے فرمایا:

"آپ کی محبت اپنی جگہ، مگر جب لوگ دیکھیں گے کہ میرے ساتھ کچھ لوگ چل رہے ہیں، تو وہ سمجھیں گے کہ یہ کوئی شیخ یا بزرگ ہے، اور یہ مجھے پسند نہیں۔" یہی عجز و انکساری آپ کی سیرتِ مبارکہ کی خاص پہچان ہے۔ آپ ضعف سے پہلے رمضان المبارک میں اکیلے مکمل منزل شریف پڑھا کرتے تھے، اور جب آپ منزل شریف شروع فرماتے، تو فضا یکسر بدل جاتی۔ انوارات، برکات اور فیوضات کا ایسا نزول ہوتا کہ خاص و عام سب محسوس کر لیتے کہ قبلہ سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق باباجی صاحب منزل شریف پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی منزل کی پختگی بے مثال تھی۔ سرعت کے ساتھ تلاوت کے باوجود ہر لفظ واضح اور سمجھ میں آتا تھا۔ آپ ایک آیت کو دوسرے سے ملاتے ہیں

آج بھی رمضان شریف میں وہی معمولِ شریف قائم ہے، جو حضور قبلہ اوّلؒ و ثانیؒ کا معمول تھا:

1. پہلے تین رات کا ختم شریف
2. پھر ہر چھ دن بعد ختم شریف
3. ستائیسویں شب کو ایک رات کا ختم شریف
4. معتکفین کے لیے تہجد میں بھی ختم شریف کا اہتمام

رمضان المبارک میں دربارِ عالیہ دریائے رحمت شریف میں ہر وقت تلاوتِ قرآن مجید شریف جاری رہتی ہے۔ معتکفین کے لیے آپ خصوصی وعظ فرماتے ہیں اور اپنی دعاؤں اور نگاہوں سے نوازتے ہیں۔

جمال و جلال کی جھلک

اللہ کے خاص بندے جہاں رحماء بینھم کی صفت کے مظہر ہوتے ہیں، وہاں ان کے چہروں سے رعب و جلال بھی ٹپکتا ہے۔حضور قبلہ مرشد پاک صاحب صاحبِ جمال ہیں، مگر جمال پر جلال کا ایسا غلبہ ہے کہ کوئی آپ کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر نہیں دیکھ سکتا۔ دورانِ گفتگو، متکلم کی نگاہیں خود بخود جھک جاتی ہیں۔ حسنِ ظاہری میں آپ کا رنگِ مبارک گندمی، لطافت و نزاکت سے بھرپور ہے۔ آپ کی دیدارِ مبارک سے بے قرار کو قرار، اور مرجھائے ہوئے دل کو بہار نصیب ہو جاتی ہے۔ ادب و احترام میں مقتدا و پیشوا ہیں اگر کوئی ادب سیکھنا چاہے تو آپ سے سیکھےآپ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید شریف کہنا چاہیے، صرف 'قرآن' کہنا بے ادبی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود سورۂ بروج میں 'قرآن مجید' فرمایا ہے۔" آپ اسم جلالت ادا کرتے وقت "جل جلالہ، عم نوالہ، اعظم شانہ، اتم برہانہ" ضرور فرماتے ہیں، اور محبوبِ حقیقی کا ذکر کس شان سے کرنا چاہیے، یہ آپ کی ذات سے سیکھنے کو ملتا ہے۔

محبتِ الٰہی میں فنا

آپ کی اہلیہ مطہرہ (ولیہ کاملہ)ؒ کے وصال کے بعد احباب نے دوسری شادی کی درخواست کی، تو آپ نے فرمایا:

"اب اللہ کی یاد کے لیے فارغ ہو گیا ہوں۔" آپ نے ساری زندگی مسجد شریف میں موجود اپنے حجرۂ مبارکہ میں گزاری اور اب بھی وہیں ذکر و فکر میں مشغول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "میں تو مسجد شریف کا جھاڑو کش ہوں۔" آپ کے اقوال، افعال، اعمال اور کردار ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں، جس کی روشنی میں ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

ہے مانگتا دعا نصیر، اے مرے ربِ قدیر

آستاں رہے یہ شالا، بحرالحق شریف والا

مزار شریف کی تعمیر و تزئین

سیدی مرشدی حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک دریائے رحمت شریف تعمیر کروایا پہلے یہ سب کچا تھا ، گنبد شریف بنوایا، اور اندر کی تمام گلکاری، شیشہ نگاری، اور اشعار خود لکھوائے۔ اور باہر عیدگاہ اور جنازگاہ بھی میں نے بنائی ہیں ، اور وہاں لگے درخت خود پشاور سے لا کر لگوائے تاکہ لوگوں کو سایہ میسر ہو اور اللہ کی مخلوق گرمی سے محفوظ ہو۔

اشعار جو مرشد پاک نے مزار میں لکھوائے

جیسے ہی زائر مزار شریف میں داخل ہوتا ہے، اس کی نگاہ سب سے پہلے سامنے والی شمالی دیوار پر لکھے ان بابرکت جملوں پر پڑتی ہے:

"إن الشهداء أحياء وإن ماتوا وإنما ينقلون من دار إلى دار"

یعنی "بے شک شہداء زندہ ہیں، اگرچہ وہ دنیاوی لحاظ سے وفات پا چکے ہوں، وہ محض ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل کیے جاتے ہیں۔"

یہ کلمات حقیقت کی گہرائی کو آشکار کرتے ہیں کہ اللہ کے برگزیدہ بندے موت کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔ ان کا وجود دنیا سے پردہ کر بھی لے تو ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ پیغام زائرین کے دلوں میں یقین و اطمینان پیدا کرتا ہے کہ اولیاء و شہداء کی روحانی زندگی کبھی

ختم نہیں ہوتی، بلکہ وہ ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف منتقل ہوتے ہیں، جہاں ان کی برکات ہمیشہ جاری رہتی ہیں۔

حضرت حافظ شیرازیؒ کے مشہور فارسی شعر کا مکمل متن درج ذیل ہے:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ترجمہ: "وہ شخص ہرگز نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہو؛ ہماری بقا عالم کے دفتر میں ثبت ہے۔"

یہ شعر عشق کی ابدی قوت اور اس کی زندگی بخش تاثیر کو بیان کرتا ہے، جو انسان کو روحانی طور پر زندہ جاوید کر دیتی ہے۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔"

یہ حدیث شریف کا ایک حصہ ہے جو صالحین، اولیاء کرام اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت کی برکت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بھی ان پاکباز ہستیوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے، وہ سعادت، ہدایت اور رحمتِ الٰہی سے بہرہ مند ہوتا ہے۔

یہ عبارت مزار شریف کی روحانی فضیلت اور اس میں حاضری کی برکات کو ظاہر کرتی ہے، جہاں آنے والا شخص نورِ ہدایت، معرفتِ الٰہی اور قلبی سکون حاصل کرتا ہے۔

حب درویشاں کلیدِ جنت است، دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

"درویشوں کی محبت وہ چابی ہے جو جنت کے دروازے کھول دیتی ہے، اور جو ان سے دشمنی رکھے، وہ خود رحمتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔"

مشرقی دیوار پر لکھا ہے:

قال النبي ﷺ:

"أنت مع من أحببت المرء مع من أحب"

"تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو آدمی انہی کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔"

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی محبت بھری بشارتوں میں سے ایک ہے، جو ہمیں سکھاتی ہے کہ دل کی محبت کا اثر آخرت میں ہمارے انجام پر بھی ہوگا۔ جو اللہ، رسول ﷺ، صحابہ، اہلِ بیت اور اولیاء سے محبت کرے گا، وہ قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا۔

اللهم اجعلنا مع نبيك سيدنا و شفيعنا محمد ﷺ وأوليائك الصالحين. آمين

هم نشینی گر تو خواهی با خدا

رو نشین اندر حضور اولیاء

"اگر تُو اللہ کی قربت چاہتا ہے،

تو اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھ۔"

یہ کلام حکمت و معرفت کا آئینہ دار ہے۔ اس میں ایک گہرا راز پنہاں ہے کہ جو اللہ کے خاص بندوں کی سنگت اختیار کرتا ہے، وہ خود بھی قربِ الٰہی کے نور میں نہا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کی محفلیں روشنی کے چراغوں کی مانند ہیں، جہاں بیٹھنے والا بھی اس روشنی سے منور ہو جاتا ہے۔

حضور نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى اُحِبَّهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے جنگ کا اِعلان کرتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں سے میرا قُرب حاصل کرتا ہے ان میں فرائض سے زیادہ مجھے کوئی شے پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرے قریب ہوتا رہتا ہےحتّٰی کہ میں اسے اپنا مَحبوب بنا لیتا ہوں پھر جب اس سے مَحبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔(بخاری ،ج4،ص248،حدیث:6502)

گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را

گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را

اگر تم اپنے مرشد (خواجہ) کو اللہ سے جدا سمجھو گے،تو یوں سمجھو کہ تم نے اصل حقیقت اور اس کا عنوان دونوں کھو دیے۔

یہ شعر تصوف کے عمیق فلسفے کو بیان کرتا ہے کہ ایک مرشدِ کامل درحقیقت اللہ کی قربت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اپنے پیر و مرشد کو محض ایک عام شخص سمجھے اور انہیں اللہ کی عطا کردہ روحانی روشنی سے الگ تصور کرے، تو وہ نہ صرف معرفتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ اس پورے راستے کا مفہوم بھی کھو دیتا ہے۔

شعر میں "ہم متن و ہم دیباجہ را" کا مطلب ہے: متن (اصل مضمون): یعنی حقیقت، معرفت، روحانی حقیقت اور حقیقتِ الٰہیہ اور دیباجہ (سرورق یا مقدمہ): یعنی ابتدائی معرفت، ظاہری علم اور وہ بنیاد جس پر حقیقت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ وضاحت: یہ شعر ایک صوفیانہ نکتہ بیان کر رہا ہے کہ اگر کوئی اپنے مرشدِ کامل کو اللہ تعالیٰ سے الگ سمجھتا ہے، یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ محض ایک عام انسان ہیں اور اللہ کے قرب کا ذریعہ نہیں، تو وہ حقیقتِ معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ "ہم متن و ہم دیباجہ را" کے ذریعے یہ کہا جا رہا ہے کہ ایسا شخص صرف اصل حقیقت (متن) ہی نہیں کھوتا بلکہ اس تک پہنچنے کا راستہ (دیباجہ) بھی کھو بیٹھتا ہے۔ یعنی نہ اسے اللہ کی پہچان حاصل ہوگی اور نہ ہی وہ اس سفرِ معرفت کی ابتدا کر سکے گا۔

جنوبی دیوار پر لکھوایا ہے

سَلْ یَا رَبِیْعَۃُ قَالَ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ

ترجمہ: "مانگو اے ربیعہ!" (تو) انہوں نے عرض کیا: "میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔" پس منظر: یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں شامل تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اے ربیعہ! مانگو، کیا چاہتے ہو؟" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کچھ اور بھی مانگو۔" انہوں نے عرض کیا: "بس یہی میری خواہش ہے۔" تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر کثرت سے سجدے کرکے میری مدد کرو۔" (یعنی زیادہ نوافل ادا کرو)

مفہوم: یہ حدیث عشقِ رسول، مقامِ صحابہ، اور جنت میں قربِ مصطفیٰ کی تمنا کو بیان کرتی ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے دنیاوی کسی چیز کی خواہش نہیں کی بلکہ صرف اور صرف جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو طلب کیا، جو ایک عظیم طلب اور کامل محبت کی علامت ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر ست سال طاعت بی ریا

خوبصورت صوفیانہ ترجمہ:"اولیاء کرام کی ایک لمحے کی صحبت وہ خزانہ ہے جو سالوں کی بے روح عبادت پر بھاری ہے۔" روحانی تشریح: یہ شعر تصوف کے ایک گہرے نکتے کو واضح کرتا ہے کہ نیک صحبت، خاص طور پر اللہ کے برگزیدہ بندوں (اولیاء) کی معیت، ایک ایسی نعمت ہے جو سالہا سال کی عبادت سے بھی زیادہ فیض بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی قربت میں دل کی صفائی، روحانی روشنی اور قربِ الٰہی کی ایسی برکتیں حاصل ہوتی ہیں جو

رسمی عبادات میں محض ظاہری طور پر میسر نہیں آتیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے صوفیاء "صحبتِ صالح" اور "نسبتِ اولیاء" کہتے ہیں، جہاں دل زندہ ہوتا ہے، روح منور ہوتی ہے، اور بندہ حقیقتِ ایمان سے روشناس ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابْغُونِي فِي ضُعَفَائِكُمْ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ"

"مجھے تمہارے کمزور لوگوں میں تلاش کرو، کیونکہ تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے تمہارے کمزوروں کی وجہ سے۔"

حدیث کی تشریح: یہ حدیث صوفیاء کرام کے تعلیمات کی روح کو بیان کرتی ہے، جو بندگی، انکساری اور اللہ کی رضا کے لیے مخلوقِ خدا کی خدمت پر مبنی ہیں۔ فقرا اور درویشوں کی فضیلت:

صوفیاء کرام ہمیشہ سے کمزوروں، فقیروں اور محتاجوں کو اپنے قریب رکھتے آئے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی لوگ اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فقر ہی ولایت کی حقیقت ہے، اور فقرا کی محبت اللہ کی محبت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔"

خدمتِ خلق – اللہ کی قربت کا راستہ:

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

"اگر تُو نے کسی مجبور کے آنسو پونچھ دیے، تو تُو نے گویا اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔" یہ حدیث اسی بات کو واضح کرتی ہے کہ کمزوروں کی خدمت سے اللہ کی مدد اور برکت حاصل ہوتی ہے۔

دنیاوی نصرت اور روحانی ترقی:

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا:

"جو بندہ کسی نادار کی مدد کرتا ہے، وہ حقیقت میں اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرتا ہے۔" یعنی جو لوگ مسکینوں اور بے بسوں کا سہارا بنتے ہیں، اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے، انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا کرتا ہے۔

صوفیاء کا عملی نمونہ: بزرگانِ دین جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور دیگر مشائخ ہمیشہ غریبوں کے ساتھ بیٹھتے، ان کی دعائیں لیتے، اور انہیں اپنی مجلسوں میں اہم مقام دیتے ۔

جنوبی دیوار کی آخری شعر

گر تو پیوندی بداں شاہ شہ شوی

(اگر تُو اس حقیقی بادشاہ سے جُڑ جائے تو خود بادشاہ بن جائے گا)

یہاں "بادشاہِ حقیقی" اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جب بندہ اللہ کی ذات سے سچا تعلق قائم کر لیتا ہے، تو وہ دنیا و آخرت میں سربلند ہو جاتا ہے۔ اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور وہ اللہ کی قربت کے انعامات سے مالامال ہو جاتا ہے۔

"ذرہ گر بودی و لیکن مہ شوی"

(اگر تُو ذرہ بھی ہو تو مکمل چاند بن جائے گا) یہاں "ذرہ" انسان کی محدودیت اور کمزوری کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ "مہ" یعنی چاند، کمال اور نورانیت کا استعارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر انسان اپنے وجود کو فنا کر کے اللہ سے وابستہ ہو جائے، تو وہ ایک عام انسان سے ولی اور عارفِ باللہ کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

مزار شریف کے مغربی دیوار پر یہ لکھا ہیں

حدیثِ قدسی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال الله تبارك وتعالى: من عاد لي وليًّا فقد آذنته بالحرب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔"

تشریح : یہ حدیث اللہ کے اولیاء (دوستوں) کی عظمت کو بیان کرتی ہے۔ "ولی" وہ بندہ ہے جو اللہ کی اطاعت، تقویٰ اور محبت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی دشمنی کو اپنی دشمنی قرار

دیتا ہے، اور جو کوئی ولی سے عداوت رکھے، گویا وہ اللہ سے جنگ مول لے رہا ہے، جس کا انجام انتہائی خطرناک ہے۔

چوں خدا خواہد پردۂ کس درد

میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

ترجمہ: "جب اللہ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہے، تو اس کے دل میں نیک بندوں پر طعن و تشنیع کا میلان پیدا کر دیتا ہے۔" یہ شعر اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کی رحمت سے محرومی کی طرف بڑھتا ہے، تو اس کے دل میں اولیاء اللہ اور نیک لوگوں پر اعتراض اور تنقید کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ (27 شب رمضان المبارک 2025 کو آپ نے دوران خطاب کئی بار فرمایا اللہ پاک بے ادبیوں سے بچائے آمین) یہ دراصل اس کے زوال اور رسوائی کی علامت ہوتی ہے، کیونکہ اللہ اپنے محبوب بندوں کی بے ادبی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں ذلیل کر دیتا ہے۔ لہٰذا، جو شخص نیک بندوں کی مخالفت اور ان پر طعن و تشنیع میں مصروف ہو، اسے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کہیں یہ اس کے لیے اللہ کی پکڑ کی نشانی تو نہیں ۔

قال عمر رضي الله تعالى عنه:

"إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔"

ترجمہ: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرتے تھے، تو وہ ہمیں بارش عطا فرماتا تھا، اور اب ہم نبی کریم ﷺ کے چچا (حضرت عباس بن عبدالمطلب) کے وسیلے سے دعا کر رہے ہیں، پس تو ہمیں بارش عطا فرما۔"

یہ قول اس وقت کا ہے جب مدینہ میں قحط سالی ہوئی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے آگے کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نیک اور صالح افراد کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے، اور یہ عمل ان کے نزدیک جائز اور مستند تھا۔ یہ اثر "توسل" (وسیلہ لینے) کے جواز پر ایک قوی دلیل ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی اور بعد میں آپ کے جلیل القدر چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کی، جو اللہ کے مقرب بندے تھے۔

پیر را بگزین کہ بے پیر ایں سفر

ہست بس پر آفت و خوف و خطر

"مرشد اختیار کرو، کیونکہ بغیر مرشد کے یہ سفر آفات، خوف اور خطرات سے بھرپور ہے۔"

تشریح : روحانی راہ میں مرشد کی ضرورت اس لیے ہے کہ یہ سفر پیچیدہ اور پُرخطر ہے۔ انسان کی عقل اور فہم محدود ہیں، اور نفس و شیطان کے دھوکے میں آ کر راہِ حق سے بھٹکنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ مرشد، جو خود اس راستے کی منازل طے کر چکا ہوتا ہے، سالک کی رہنمائی کرتا ہے، اسے خطرات سے آگاہ کرتا ہے اور صحیح سمت میں پیش قدمی میں مدد دیتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا ترجمہ ہے آپ فرماتے ہیں: "وہ راستہ جس پر تُو بارہا چلا ہے، اگر بغیر رہنما کے ہو تو اس میں بھی پریشانی کا سامنا کرتا ہے۔" یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہیں کہ دنیاوی راستوں میں بھی اگر ہم بغیر رہنما کے چلیں تو مشکلات پیش آتی ہیں، چہ جائیکہ روحانی سفر جو کہیں زیادہ پیچیدہ اور نازک ہے۔

نوٹ : ان احادیث مبارکہ اور اشعار کا انتخاب سیدی مرشدی نے کیا ہے اور ترجمہ وتشریح کے لیے بندہ نے مختلف ذرائع سے استعمال کیے ہیں پوری کتاب میں جہاں کہی اچھی بات ہوگی تو وہ محض اللہ پاک کے فضل وکرم کا نتیجہ ہوگا اور مرشدِ کامل کی فیضان ہوگی اور جہاں خامیاں کوتاہیاں اور غلطیاں ہو وہ میری نالائقی اور کمزوری ہوگی ۔

خطبہ اول جمعہ شریف
آستانہ عالیہ بحرالحق شریف
و دریائے رحمت شریف

الحمدُ للهِ الذي هَدَانَا لِهَذَا، وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ، لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ. الحمدُ حمدًا وافرًا في كل آنٍ كل حين والشكرُ شكرًا دائمًا للهِ ربِّ العالمين، عذبُ البيانِ تحميدُهُ، رَطُبَ اللسانُ بحمدِهِ، نَطَقَ الجمادُ بِسَبْحِهِ، كُلٌّ لَهُ مِنْ قَانِتِينَ، الحوتُ في قعرِ الثرى، والطيرُ في جوِّ السماءِ، والعقلُ في أعلى العلى، يحمدُهُ كلٌّ شاغلين. بدأ الوجودَ من العدمْ، كَشَفَ المُكونَ من الكِتمِ، ذَاتٌ تَفَرَّدَ بالقِدَمْ ، هُوْ مُبْدِئٌ لِلمُحْدثِينَ، فَرْدٌ وَحِيدٌ وَاحِدٌ لِلكُلِّ مُنْشِئٌ وَاجِدٌ، حَيٌّ كَرِيمٌ مَاجِدٌ ذُو المَجْدِ وَالعِزِّ المُبِينِ، فَازَتْ لِلنَاسِ أَجْمَعَ، أَلْطَافُ رحْمٰنِ الرَّحِيمِ، ذُو رَحْمَةٍ، ذُو رَأْفَةٍ، ذُو نُصْرَةٍ لِلمُوقِنِينَ. أجزاؤُنا مَمْلُوكُہ مِنْ غَيْرِ شِرْكٍ شَارِكٍ بِالعَدْلِ يَحْكُمُ بَيْنَنَا، هُوْ مَالِكٌ فِي يَوْمِ الدِّينِ، مُسْتَاهِلٌ لِّلعِبَادَة، مُتَفَرِّدٌ بأعَانَةِ، إِيَّاكَ رَبِّي نَعْبُدُ، وَإِيَّاكَ رَبِّي نَسْتَعِينُ، يَا مُفِض فَيْضَانِ العَظِيمِ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ المُسْتَقِيمَ، أرْشد لَنَا رُشْدَ المُقِيمِ، يَا مُلْهِمَ العَيْنِ اليَقِينِ، اجْعَلْ لِأَمْرِي صَالِحًا نَوِّرْ فُؤَادِي بِالصَّفَا، اسْئَلُكْ لَنَا فِي مَسْلَكٍ فِيهِ سُلُوكُ المُوحدِينَ. أعنى الصِّرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لَدَيْكَ، كَالأَنْبيَاءِ وَالأَوْلِيَاءِ، كُلٌّ هُدَى لِلَّاحِقِينَ، سيما النَّبِيِّ المُحْتَرَمْ، أعنى مُحَمَّد مُصْطَفٰى، بَحْرُ الصَّفَا، بَدْرُ الدُّجى، المِصْبَاحَ لِلْمُسْتَرْشِدِينَ، بَلَغَ العُلٰى بِكَمَالِهِ، كَشَفَ الدُّجى بِجَمَالِهِ، حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ، صَلُّوا عَلَيْهِ خَالِدِين، صُحْبُهْ نُجُومُ الاقْتِدَاءِ، أَهْلُهْ مَصَابِيحُ الهُدَى، أَتْبَاعُهُ خَيْرُ التُّقَى، صَلُّوا عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ. اِحسِبْ لَنَا مِنْ خَيْلِهِمْ، وَاغْفِرْ لَنَا بِطُفيلِهِمْ، وَاتْبِعْ لَنَا خُطُوَاتِهِمْ، قِنَّا وَصِنَّا فِي الخَصِينِ، اللَّهُمَّ دُلَّنِي طَرِيقًا مُسْتَوَى، غَيْرَ الَّذِىْ غُضِبَ عَلَيْهِمْ، ضَالِّينَ مُضِلِّينَ، هُمْ زَاغُوْا وَصَارُوْا مُلْحِدِينَ، فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ، لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالحَقِّ، وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ امْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ اَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ، بَلَى، وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُون

(ہم زاغو و صاروا ملحدین کے بعد یہ اشعار پڑھے جائیں گے اور پھر فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم و نادو الخ)
اردو اشعار

اے بند کرتو بندگی دولت بڑی ہے زندگی
عصیاں سے کر شرمندگی عاصی کا گرف نار ہے

افسوس در لہو لعب کی صرف اپنی عمر سب
غفلت میں گزرے روزو شب ہوتا نہیں بیدار ہے !

کھا کر پلاؤ قورمے گمرا ہوا تو زور میں
جانا نہیں کیا گور میں مرنے سے یا انکار ہے؟

اک آنکھ کھول اور کرنگاہ کس جا گئے وہ بادشاہ
تے صاحب فوج و سپاہ ان کا کہا دربار ہے؟

اُن کی کہا ہے وہ محل اور اونٹ ہاتھی اصطبل
تاج و سپاہ سب چھوڑ کر اور کس طرف سرکار ہے

جھولے جوتھے افلاک میں وہ مل گئے اب خاک میں
ہے موت سب کی تاک میں مفلس ہے یا زردار ہے

مادر پدر فرزند زن ہے جیتے جی سب خندہ زن
پہنا دیا جس دم کفن سب ایک اک اغیار ہے

اب زندگی کا راج ہے کر لے جو کرنا آج ہے
جب مر گیا محتاج ہے پھر تو نہیں مختار ہے

جو چاہے تو حق کی رضا مت کر نماز اپنی قضا
ایسے کی دوزخ ہے سزا لعنت گلے کی ہار ہے

اے بے نمازی بے حیاء ایسا ستم تو نے کیا
سجدہ نہ خالق کو کیا تجھ پر خدا کی مار ہے

اے بے نمازی بے خبر تیرا تو دوزخ ہے مقر
فرما چکے خیر البشر اللہ کا اقرار ہے

حق کی عبادت کچھ نہ کی گور اپنی آتش سے بھری
دوزخ کی سیدھی راہ لی دھکا جہاں انگار ہے

یہ پنجگانہ رات دن ہے امتحان ممتحن
کرلو عدا بالاقتدہ جنت تجھے درکار ہے

لوگوں پہ مت بہتان کر غیروں کا مت نقصان کر
کچھ دے کے مت احسان کر ایسا دیا بیکار ہے

خطبہ ثانیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ، وَعَلَى كُلِّ مَلَائِكَتِكَ المُقَرَّبِينَ، وَعَلَى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ وَسَائِرِ المُسْلِمِينَ خُصُوصًا عَلَى أَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيقِ،أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وعلى مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالمِنْبَرِ وَالمِحْرَابِ، أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ و عَلى كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالإِيمَانِ، أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وعلى مُظْهِرِ الْعَجَائِبِ وَالغَرَائِبِ، أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وعلى الإمَامَيْنِ الهُمَامَيْنِ السَّعِيدَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ ، وَعَلَى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ ، وَعلى عَمَّيْهِ الشَّرِيفَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ، حَمْزَةَ وَالعَبَّاسِ ، وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ، وَسَائِرِ فِرَقِ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَالتَّابِعِينَ الأَبْرَارِ إِلَى دَارِ الْقَرَارِ، رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ عِبَادَ اللَّهِ ، رَحِمَنِي وَرَحِمَكُمُ اللَّهُ،إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى، وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوْلَى، وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ، وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ، وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ .

(اللهم اغفرلکاتبہ و مصححہ و لوالدیہ آمین)

دوسرا خطبہ شریف

حَمِدْتُ اللَّهَ حَمْدًا لَا فَتَاهُ

وَحَدُّ الحَمْدِ لَا يَعْلَمُ سِوَاهُ

لَهُ أَسْمَاءُ صِفَاتٍ قَدْ تَعَالَتْ

وَجَلَّتْ وَانْجَلَتْ فَاطْلُبْ رِضَاهُ

حَكَمٌ حَاكِمٌ مُخْتَارٌ فِعْلٌ

عَمِيمٌ فَيْضُهُ عَامٌّ عَطَاهُ

وَسَتَّارٌ وَغَفَّارٌ نَزِيهٌ

بَرِيءٌ بَارِئٌ مُبرٌ إِلٰه

وَجَبَّارٌ وَقَهَّارٌ عَفُوٌّ

قَوِيٌّ قَادِرٌ فَاحْذَرْ بَلَاهُ

وَمَوْلَانَا بِلَا كُفْوِوَشِرْكٍ شَارِك

قَدِيمُ الِابْتِدَاء وَالِانْتِهَاء

نُصَلِّي ثُمَّ بَعْدَ الحَمْدِ صدقا

عَلَى خَيْرِ البَرِيَّةِ مُصْطَفَاهُ

رَسُولُ اللَّهِ مَبْعُوثٌ إِلَى الكل

إِلَى الجِنِّ وَالإِنْسِ مَا سِوَاهُ

مُحَمَّدٌ مِيمُهُ مَوْتٌ لِكُفْرٍ

حَيَاةُ القَلْبِ لِلْمُؤْمِنِ بَحَاهُ

وَمِيمٌ ثَانٍ مَوْجُ المَوَاهِبِ

وَدَالٌ خَيْرُ دَالٍّ لَا اشْتِبَاهُ

شَفِيعُ المُذْنِبِينَ مَلَاذُ أُمَّةٍ

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ تَبَّتْ يَدَاهُ

فَآمَنَّا وَصَدَّقْنَا يَقِينًا

فَنُورُ سِرِّنَا زِدْنَا صَفَاهُ

عَلَى الأَصْحَابِ ثُمَّ الآلِ جَمْعًا

صَلَوة بَرَكَة رَحْما رِضَاهُ

أَبَا بَكْرٍ خُصُوصًا ثُمَّ عُمَرَ

فَعُثْمَانَ عَلِيًّا مُرْتَضَاهُ

وَعَمَّيْهِ وَسِبْطَيْهِ وَبِنْتِهِ

بَتُولُ فَاطِمَةُ أُمِّي فِدَاهُ

عَلَى السِّتِّ البَقِيَّةِ ثُمَّ سَلِّمْ

فَيَا رَبِّ أَجِبْ عَبْدًا دَعَاهُ

فَيَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ الدُّنْيَا

هَلَاكٌ مُهْلِكٌ دَارُ فَنَاهُ

فَلَا تَهْوُوا إِلَيْهَا بَلْ دَعُوهَا

وَرَبَّكُمُ اتَّقُوا حَقَّ اتِّقَاهُ

فَتُوبُوا وَاذْكُرُوا ذِكْرًا كَثِيرًا

بِصُبْحٍ ثُمَّ ظُهْرٍ فَالمَسَاءِ

اشعار مبارک پنجابی (یہ اشعار پڑھ کر پھر اس کے بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم و نادو الخ پڑھ

کر بیٹھ جائے اور پھر خطبہ ثانیہ جو کہ پہلے گزر چکا ہے پڑھے)

لکھ لکھ حمد اُس پاک نوں

بخشیا شرف جِس خاک نوں

پیدا کیا اَفلاک نوں

مُحکم تے قائم کِس طرح

باہجو تھما دے وِچ ہَوا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دُنیا فانی بے وفا

قرنا ملک پھوکیسیا

فانی سبھی ہووے سِیا

اِک ذات ربّ دی رَہ سِیا

جو شے زمین اسمان وِچ

ہر چیز ہونا ہے فنا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

لولاک جنہاں دے شان اے

طہٰ صِفت قُرآن اے

یا سِین اسم فُرقان اے۔

اوہ وی جہانوں چَل گئے

سب مرسلاں دے پیشوا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

پھر جو خلیفے چار نیں

او چار خاص یار نیں

اُمت دے سب سردار نیں۔

اوہ وی جہاناں چَل گئے

اک دوجُےتھیں واری لَگا

تُو سمجھے بندیا غافلا

ایہ دنیا فانی بے وفا

پھر فاطمہ بنت نبی

حسن حسین جگرے علی

اوہ چل گئے بھی اس گلی

اک نو پیالہ زہر دہ

دوجا شہید کربلا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

کتھے سکندر بادشاہ

کتھے وہ دارا کی سپاہ

نمرود فرعون لعنتی

ہر اک گئے واری لگا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

ایہہ محل تے ماڑیاں

تد سوھنڑیاں کر چاڑیاں

چند دن لگائیاں تاڑیاں

ایہہ سب عبث خرچی ہوئی

چند روز دم ہو ویسیا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

اک دن اساں وی چلنا

وچ خاک مٹی رلنا

دوئی وار پھر نہیں ولنا

جو کجھ حیاتی ہے تری

کر توں عبادت دل لگا

تُو سمجھ بندیا غافلا

ایہہ دنیا فانی بے وفا

واہ واہ اُنہاں دا آونا

واہ واہ اُنہاں دا جاونا

جینہاں کیتا رب دا بھاوناں

کچھ کھا گئے کجھ پی گئے

کجھ دے گئے نام خدا

تُو سمجھے بندیا غافلا

ایہ دنیا فانی بے وفا

(سیدی مرشدی کا معمول عربی خطبہ کے ساتھ اشعار کا بھی تھا لیکن نئے معمول کے مطابق صرف عربی خطبہ شریف پر اکتفا کیا جاتا ہے واضح رہے کہ حضرت سیدنا خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور ثانی دریوی باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کا معمول شریف یہی تھا اور یہ خطبات اور اشعار انہی کے دور سے چلے آرہے ہیں بہرکیف موجودہ معمول کے مطابق اشعار نہیں پڑھے جاتے)

فجر کی نماز میں قراءت کا معمول

(بقول علامہ مولانا حافظ ناصر محمود صاحب)جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الجمعہ کی تلاوت فرماتے تھے۔ ہفتے کے دن پہلی رکعت میں سورۃ ق کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں سورۃ الضحی پڑھنے کا معمول تھا۔ اتوار کو پہلی رکعت میں سورۃ الشمس اور سورۃ والیل اور دوسری رکعت میں سورۃ الضحی کی تلاوت فرماتے۔ پیر کے دن پہلی رکعت میں سورۃ البروج اور دوسری رکعت میں سورۃ الطارق پڑھتے۔ منگل کے دن پہلی رکعت میں سورۃ الغاشیہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الضحی کی تلاوت فرماتے۔ بدھ کے دن پہلی رکعت میں سورۃ التغابن کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں اسی سورۃ کا دوسرا رکوع پڑھنے کا معمول تھا۔ جبکہ جمعرات کے دن پہلی رکعت میں سورۃ البروج اور دوسری رکعت میں سورۃ الطارق کی تلاوت فرماتے۔

دیگر نمازوں میں قراءت

مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ القدر اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص تلاوت فرماتے۔ عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الضحی اور دوسری رکعت میں سورۃ القدر کی تلاوت فرماتے۔

نمازِ جمعہ میں قراءت

نمازِ جمعہ کے لیے مختلف مواقع پر مختلف قراءت کا معمول تھا۔ کبھی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الضحی پڑھتے، اور کبھی پہلی رکعت میں سورۃ الضحی اور دوسری رکعت میں سورۃ القدر تلاوت فرماتے۔ ایک موقع پر احقر کو حکم دیا کہ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ " افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت تا آخر تلاوت کی جائے ۔

خصوصی ہدایات

بندہ نصیر الحق کو حضور قبلہ مرشد کریم نے فرمایا کہ سورۃ الضحی پیر اور جمعرات کو خاص طور پر پڑھا کریں، کیونکہ حضور قبلہ عالم باباجی ثانی لا ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا۔

نمازِ عیدین میں قراءت کا معمول

حضور قبلہ مرشد کریم نمازِ عیدین (عید الفطر اور عید الاضحی) میں درج ذیل سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے:

پہلا معمول:

پہلی رکعت میں سورۃ والضحی

دوسری رکعت میں سورۃ القدر

دوسرا معمول:

پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ

دوسری رکعت میں سورۃ والضحی

یہ دربارِ عالیہ دریائے رحمت شریف و بحر الحق شریف میں نماز کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں کا ایک روحانی معمول ہے، جو عقیدت اور برکت سے بھرپور ہے۔ ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے رحمت، مغفرت، ہدایت اور استقامت کی التجا کی جاتی ہے۔

فرض نماز کے بعد مختصر دعا

اگر سنن اور نوافل پڑھنے ہوں تو فرض کے بعد مختصر دعا پڑھی جاتی ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ۔

سنن اور نوافل ادا کیے جائیں تو پھر مکمل دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

سنن و نوافل کے بعد کی دعائیں

پہلی دعا

آمين يا رب العالمين، الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على حبيبه سيدنا محمدٍ وآله وأصحابه وأزواجه وذرياته وعلينا معهم أجمعين إلى يوم الدين، كلما ذكره الذاكرون، وسهى عن ذكره الغافلون، نهاية ما ينبغي أن يسأل السائلون، وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرًا۔

اللَّهُمَّ احْفظْ نُورَ إِيمَانِنَا وَشَمْعَ اعْتِقَادِنَا مِنْ صَرْصَرِ الزَّوَالِ، وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي جَمِيعِ الأَوْقَاتِ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ، رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔

دوسری دعا

دوسری دعا کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: أَعُوذُ بِاللَّهِ، بِسْمِ اللَّهِ شریف ، دُرُودِ شَرِيف، الحمد شریف ، تین بار قُلْ هُوَ اللَّهُ شریف، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، الحمد لله شریف، الٓمٓ أُولَـٰئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ۔ حُضور قبلَة اوَّل صَاحِب، حضور قِبلة ثَانِي صَاحِب رضي الله عنهما، وَالِدَيْنِ شَرِيفَيْن، سَارِي أُمت جَنَاب مُحمد رسُول الله صلى الله علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابتدا لاالہ الا الله آدم صفی الله ختم لاالہ الاالله محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا، یہ سب پڑھ کر پھر:

اللَّهُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِيقَ رَفِيقَنَا، وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ طَرِيقَنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، أَنْتَ وَلِيُّنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ۔

نماز جمعہ شریف کے بعد کی دعائیں

پہلی اور دوسری دعا ترتیب وار پڑھنے کے بعد چھ یا سات مرتبہ درود شریف پڑھا جاتا ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ. اس کے بعد یہ دعا مانگی جاتی ہے: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ، وَقِنَا عَذَابَ الْحَشْرِ، وَقِنَا عَذَابَ الْقَرْضِ، وَقِنَا عَذَابَ الْمَرَضِ، وَقِنَا عَذَابَ الدَّيْنِ، وَقِنَا عَذَابَ الدَّارَيْنِ، وَقِنَا عَذَابَ الدَّارَيْنِ بِحُرْمَةِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۔

ذکرِ کلمہ اور درود تنجینا : اس کے بعد کلمہ طیبہ کا چند مرتبہ ذکر کیا جاتا ہے، پھر درود تنجینا پڑھا جاتا ہے: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِينَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ، وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

نوٹ: پہلے یہ چاروں دعائیں مانگی جاتی تھیں، لیکن نئے معمول شریف کے مطابق اب صرف پہلی تین دعاؤں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ختم خواجگان شریف

یہ ختم نہایت برکتوں، رحمتوں اور حاجات کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ اسے ذکر و دعا کے ایک خوبصورت اور روحانی سلسلے کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ ہر ذکر ہر دعا اور ہر کلمہ کے بعد 2 بار

درود شریف پڑھا جاتا ہے پہلی بار درود شریف پڑھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور اس خواجہ کو جس نے اس کلمہ مبارک کو ختم میں شامل کیا ہوتا ہے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور دوسری بار درود شریف پڑھ کر اگلا کلمہ پڑھا جاتا ہے

ختم خواجگان برائے بعد از نماز فجر

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

تسمیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفاتحہ: ایک بار

درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ

سورۃ الم نشرح: ایک بار

سورۃ الفاتحہ: ایک بار

درود شریف: اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ 2 بار

یہ دعا چار مرتبہ پڑھیں:

اللھم یا قاضی الحاجات یا کافی المھمات یا دافع البلیات یا شافی الامراض یا احل المشکلات یا رفیع الدرجات یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین یہاں تک چار بار پڑھ کے پانچویں مرتبہ یہ دعا شامل کریں:

اللھم اغفرلی ذنوبی ولوالدی وارحمھا کما ربینی صغیرا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین

والمسلمات الاحیاء منہم والاموات و تابع بیننا وبینھم بالخیرات رب اغفر وارحم وانت ارحم الراحمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلي العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

پھر درود شریف 2 بار

یہ آیت پانچ مرتبہ پڑھیں:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

پھر درود شریف 2 بار

یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں

یا باقی انت الباقی

پھر درود شریف 2 بار

یہ کلمہ پانچ مرتبہ پڑھیں:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر

پھر درود شریف 2 بار

یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد

پھر درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

پھر درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں

اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم

پھر درود شریف 2 بار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پانچ مرتبہ پڑھیں

پھر درود شریف 1 بار

تمام اذکار و دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ سے حاجات کی ، قبولیت، مغفرت، برکت اور رحمت کی دعا

کی جاتی ہیں ۔

ختمِ خواجگان برائے بعد از نماز ظہر

درود شریف – ایک بار

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم – ایک بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

پھر درود شریف – دو بار

یہ آیت دو مرتبہ پڑھیں:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں:

یا باقی انت الباقی

یہ تسبیح پانچ مرتبہ پڑھیں:

سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

ربی لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

درود شریف 2 بار

یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں:

یا رحیم کل صریخ ومکروب وغیاثہ ومعاذہ یا رحیم

درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

پھر درود شریف – دو مرتبہ

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

پھر درود شریف – دو مرتبہ

یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں:

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

پھر درود شریف – 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

یا خفی اللطف ادرکنی بلطفک الخفی

پھر درود شریف 2 بار

یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

اللهم انا نجعلك فی نحورهم ونعوذ بکا من شرورهم

پھر درود شریف – 2 بار

ہر ذکر اور دعا کے بعد درود شریف 2 بارپڑھنا ہے اور آخر کلمہ شریف کے بعد ایک بار پڑھ کے دعا کرنی ہوتی ہیں ۔

اس ختم شریف کا مقصد اللہ کی رحمت، برکت، اور مغفرت کی طلب ہے۔

درود شریف کے الفاظ یہ ہیں:

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ

طریقۂ ختمِ خواجگان بعد از نماز عصر

. تعوذ: أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

. تسمیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم

. سورة الفاتحہ – ایک بار

. درود شریف – ایک بار

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ

. سورة الم نشرح – ایک بار

. سورة الإخلاص – دس بار

. سورة الفاتحہ – ایک بار

. درود شریف – ایک بار

. یہ دعا چار مرتبہ پڑھیں:

يا قاضی الحاجات، يا كافی المهمات، يا دافع البليات، يا شافی الأمراض، يا احل المشكلات، يا رفيع الدرجات، يا مجيب الدعوات، يا ارحم الراحمين۔

. پانچویں مرتبہ یہ دعا شامل کریں:

اللهم اغفرلی ذنوبی ولوالدی وارحمهما كما ربيانی صغيرا، ولجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، الأحياء منہم والأموات، و تابع بيننا وبينهم بالخيرات، رب اغفر وارحم وانت خير الراحمين، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظيم، وصلی الله تعالیٰ علی خير خلقہ سيدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعين۔

. درود شریف – ایک بار

. یہ دعا چار مرتبہ پڑھیں:

اللہم صل علی سیدنا محمد صلاتاً تنجینا بها من جمیع الأهوال والآفات، وتقضي لنا بها جمیع الحاجات۔

. پانچویں مرتبہ مکمل دعا پڑھیں:

وتطهرنا بها من جميع السيئات، وترفعنا بها عندك أعلى الدرجات، وتبلغنا بها أقصى الغايات من جميع الخيرات في الحياة وبعد الممات، إنك على كل شيء قدير۔

. درود شریف – دو بار

. یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

رب اغفر وارحم وانت خير الراحمين۔

. درود شریف – دو بار

. یہ آیت پانچ مرتبہ پڑھیں:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

. درود شریف – دو بار

. یہ ذکر پانچ مرتبہ پڑھیں:

یا باقی انت الباقی۔

. درود شریف – دو بار

. یہ دعا پانچ مرتبہ پڑھیں:

اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم۔

آخر میں ایک بار درود شریف پڑھیں اور دعا کریں

نوٹ:

ہر ذکر کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری اور اس بزرگ و ولی کس نے کلمہ شامل کیا ہو ایصال ثواب کیا جائے گا ۔

درود شریف کے الفاظ:

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ۔

عرسِ مبارک حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور باباجی ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قدوۃ السالکین، عمدۃ الواصلین، سند العارفین، محبوب سبحانی، قطب ربانی، ماہر علومِ شریعت، پیشوائے طریقت، واقفِ اسرارِ معرفت و حقیقت، منبع فیوض و برکات، قبلہ سالکاں، خواجہ خواجگان، حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور باباجی ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرسِ مبارک 8، 9 اور 10 جمادی الثانی کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

اختتامی دعا 10 جمادی الثانی کو قبل از نمازِ ظہر ہوتی ہے، جس میں اندرون و بیرونِ ملک سے جوق در جوق محبین، مریدین اور عقیدت مند شریک ہوتے ہیں۔

عرسِ مبارک کی ترتیب

8 جمادی الثانی

آستانہ عالیہ بحرالحق شریف سے زائرین چادر پوشی کے لیے قافلوں کی صورت میں دریائے رحمت شریف روانہ ہوتے ہیں۔

9 جمادی الثانی

پہلی نشست – نمازِ ظہر تا عصر

دوسری بڑی نشست – عشاء سے تا تہجد، تا وقتِ مناسب

اس دوسری نشست کی خصوصی برکت یہ ہے کہ مرشدِ کریم اول تا آخر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور حاضرین کو اپنے نورانی دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔ نشست کے اختتام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"کچھ آرام کرو، پھر تہجد کے لیے اٹھ جاؤ!" آخر میں ایصال ثواب اور پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں اور بیعت کے خواہشمند حضرات کو مرشد پاک بیعت بھی فرماتے ہیں اور حاضرین کو دارین کی دعاؤں سے نوازتے ہیں اور سب کا شکریہ ادا فرماتے ہیں ۔

10 جمادی الثانی

تیسری بڑی نشست اور دعائیہ تقریب

ان تینوں ایام میں ہر نماز کے بعد ختمِ خواجگان شریف اور ختم القرآن شریف کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں فیوض و برکات کی بارش ہوتی ہے اور قلوب منور کیے جاتے ہیں۔

خادمین : عرس شریف کے مقدس موقع پر آستانہ عالیہ بحرالحق شریف میں خدام کا کردار بے مثال ہوتا ہے۔ نیلی وردی میں ملبوس یہ خادمین نہ صرف ظاہری طور پر محنت و لگن سے معمور ہوتے ہیں بلکہ دل و جان سے اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی ہر حرکت، ہر عمل، عرس مبارک کی روح کو اور بھی بابرکت بنا دیتی ہے۔ ہر سال، حضرت صاحبزادہ اسد الحق صاحب کی رہنمائی میں بندیال شریف سے سو سے زائد خدام آ کر آستانہ کی خدمت میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان کی مثالی ڈیوٹیاں ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہیں، جو عرس کی محافل کو نیا روحانی رنگ عطا کرتی ہیں۔ یہ خدمت خلوص، ادب، اور احترام کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے، جو عرس کی کامیابی کی ضمانت بن جاتی ہے۔

مبارک مہینوں کے پہلے جمعہ شریف کی روحانی محافل

مبارک مہینوں جیسے ربیع الاول، ربیع الثانی، معراج شریف، رجب شریف اور محرم شریف کے پہلے جمعہ شریف کو خاص روحانی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں قرآن مجید کا ختم اور مرشد پاک کا محبتوں بھرا بیان ہوتا ہے اور لنگر شریف کی تقسیم ہوتی ہے۔ یہ جمعات "بڑا جمعہ شریف" کہلاتی ہیں، جن میں مرشد پاک کا جلوہ افروز ہونا اور لنگر کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

مرشد پاک کی جلوہ افروزی

ان مقدس جمعات میں مرشد پاک اپنی موجودگی سے محفل کو روحانی اعتبار سے معمور کر دیتے ہیں۔ لنگر شریف کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں اعلیٰ ترین اور خوش ذائقہ کابلی پلاؤ تیار کیا جاتا ہے ۔

شب برأت اور ختم شریف کی روحانی محفل

شعبان المعظم کی پندرہویں رات یعنی شب برأت کو دربار شریف میں بعد از نماز مغرب ختم شریف کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر مرشد پاک کا شرکت کرنا اور مریدین و متوسلین کے ساتھ بیٹھ کردعا کرنا ایک خاص روحانی لمحہ ہوتا ہے۔

شب بیداری اور نفل عبادات کا اہتمام

شب برأت کی رات میں دور دراز سے آئے ہوئے محبوبین، مریدین اور متوسلین حضرات شب بیداری کرتے ہیں اور نفل عبادات میں مشغول رہ کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مستحکم کرتے ہیں۔

سحری کا وافر انتظام

شب برأت کے بعد سحری کا وافر انتظام کیا جاتا ہے تاکہ روزہ رکھنے والوں کے لیے سہولت فراہم کی جا سکے۔ یہ ایک روحانی لمحہ ہوتا ہے، جس میں مریدین اللہ کی رضا کی کوشش میں مشغول رہ کر اپنے روزے کی تیاری کرتے ہیں۔

رجب : 29 رجب کو صاحبزاد حضرت حافظ محمد مجتبیٰ الحق رحمۃ اللہ علیہ کی ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہیں اور مختصر محفل منعقد کی جاتی ہیں ۔

ہر منگل اور جمعرات شریف کو ختم شریف کا انعقاد

ہر منگل اور جمعرات شریف کو دربار شریف اور آستانہ عالیہ بحرالحق شریف میں بعد از نماز مغرب حضرت اول صاحب اور حضرت ثانی صاحب کے ایصال ثواب واسطے ختم شریف کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس میں سورۃ الملک شریف کی تلاوت کے بعد اختتامی دعا کی جاتی ہے،بعد ازاں سبز چائے اور چاول پیالوں میں حاضرین کو پیش کیا جاتا ہے جو ایک روحانی لمحہ ہوتا ہے۔ دعا کے بعد حاضرین کو لنگر پیش کیا جاتا ہے، جس سے محفل میں شرکت کرنے والوں کو روحانی تسکین ملتی ہے۔

عیدالفطر کی صبح لنگر کی تقسیم

عیدالفطر کی صبح نماز کے بعد، نمازی حضرات کو "ختم خواجگان" کے بعد سویاں کی صورت میں لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ بحرالحق شریف میں بھی سویاں کا لنگر حاضرین کو پیش کیا جاتا ہے، جو کہ عید کی خوشیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح عیدین کو کو بعد از نماز عید جمیع حاضرین کو چاول پیش کیے جاتے ہیں اسی طرح دربار شریف میں بھی ہوتا ہیں یقینا یہ میرے شیخ و مرشد کی

اعلی سخاوت ہیں ورنہ ہمارے ہاں ایک مہمان آجائے تو بی پی کبھی لو تو کبھی ہائی ہوتی ہے کہ اب کیا کریں گے بے شک یہ آپ کی کرامت ہے۔

میلاد شریف 12 ربیع الاول

میلاد شریف 12 ربیع الاول کو بعد از نماز فجر دربار شریف میں لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر حلوہ کی صورت میں لنگر حاضرین کو پیش کیا جاتا ہے۔

بڑے دنوں میں ختم شریف

بڑے دنوں جیسے محرم الحرام اور ربیع الاول شریف کی رات کو بعد از نماز مغرب مزار پر انوار پر ختم شریف کی مختصر محفل ہوتی ہے۔ اس محفل میں سورۃ الملک شریف کی تلاوت کے بعد اختتامی دعا کی جاتی ہے، اور پھر مختصر لنگر شریف پیش کیا جاتا ہے۔

*دربار عالیہ دریائے رحمت شریف میں رمضان المبارک کی عبادات کا ذکر

رمضان المبارک کے مہینے میں دربار عالیہ دریائے رحمت شریف میں جو روحانی ماحول ہوتا ہے، وہ بے مثال ہے۔ پورا مہینہ ختمِ قرآن کے موقع پر فیض کا دریا بہتا رہتا ہے یہ دراصل مانکی شریف اور کروڑ شریف کے مشائخ کا طریقہ ہے جن کو حضرت باباجی صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکھٹا کیا ، یہ تمام تر فیض حضرت اول صاحب اور ثانی صاحب کی برکتوں کا نتیجہ ہے جو آج تک الحمدللہ جاری ہے۔ کتنے ختم شریف کتنے دنوں میں ہوتے ہیں اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے ۔

رمضان کے آخری جمعہ شریف کا خصوصی اہتمام

رمضان المبارک کے آخری جمعہ شریف کو"قضاء عمری" کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ پورے سال میں نمازوں میں میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو جیسے بے توجہی سے پڑھنا ، مکروہات کا ارتکاب کرنا ، خیالات کا ادھر ادھر جانا کمی کوتاہی کا ہوجانا اس کا جبیرہ ہو جائے ، جمعہ شریف کی نماز کے بعد پانچ فرض نمازوں کی نیت کی جاتی ہے اور انہیں باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ نیت اور طریقہ کار درج ذیل ہے:

*قضاء عمری کی نیت اور طریقہ

1. *نماز فجر:*

نماز فجر کے فرض ادا کرنے کے وقت نیت کی جاتی ہے، "دو رکعت فرض فجر بدلے ان فجر نمازوں کے جو زندگی میں مجھ سے قضا ہوئی ہیں۔" اس طرح فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

2. *نماز ظہر:*

اس کے بعد ظہر کی نماز کی مذکورہ طریقے کی جاتی ہے اور فرض ادا کیے جاتے ہیں۔

3. *نماز عصر:*

اسی طرح عصر کی نماز کے فرض ادا کرنے کے لیے نیت کی جاتی ہے ۔

4. *نماز مغرب:*

نماز مغرب کی نیت کی جاتی ہے، تین فرض کی نیت کی جاتی ہے، مگر چار رکعت پڑھی جاتی ہے، اور پھر تین قعدے کیے جاتے ہیں اور سجدہ سہو کیا جاتا ہے۔

5. *نماز عشاء:*

عشاء کے فرض ادا کرنے کی نیت کی جاتی ہے، اور آخر میں وتر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح، تین وتر کی نیت کی جاتی ہے مگر چار وتر پڑھے جاتے ہیں، اور پھر تین قعدے کیے جاتے ہیں اور آخر میں سجدہ سہو کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نفل پڑھ کر دعا مانگی جاتی ہیں ۔

شجرہ مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ غفوریہ حقانیہ آستانہ عالیہ بحرالحق شریف، لارنس پور، ضلع اٹک

الہی! بحرمت سید الکونین، و الثقلین، شفیع المذنبین ، انیس الغریبین ، رحمةً للعالمین، حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا دائما ابدا

الہی! بحرمت خلیفہ رسول، فاتح خیبر، اسد اللہ الغالب، شیرِ خدا، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ داود طائی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبداللہ سرسقطی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ ابو الفرخ طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ ابو الحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز شہباز لامکانی قندیل نورانی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شاہ منور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شیخ شاہ عالم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شیخ احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ شیخ محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبدالغفور سیدو شریف رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبدالوہاب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز غوث الزماں شیخ المشائخ حضرت عبدالحق ثانی مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت پیر بے نظیر قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین سند العارفین مظہر فیض القرآن محبوب سبحانی شہباز لامکانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور صاحب ثانی لاثانی دریوی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ رحمة واسعة

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت بحرالعلوم و بحرالحق مظہر فیض القرآن ، محبوب الصلحاء، زینت الاولیاء والمشائخ عمدۃ الواصلین قدوۃ السالکین سند العارفین ، مرشد کامل، سیدی و سندی ومرشدی و وسیلتی الی اللہ والی الرسولؐ حضور قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق باباجی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ ومتعنا اللہ بطول حیاتہ

شجرہ مبارکہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ غفوریہ حقانیہ آستانہ عالیہ بحرالحق شریف، لارنس پور، ضلع اٹک

الہی! بحرمت سید الکونین، و الثقلین، شفیع المذنبین، رحمةً للعالمین، حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

الہی! بحرمت خلیفہ رسول، فاتح خیبر، اسد اللہ الغالب، شیرِ خدا، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ داود طائی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبداللہ سرسقطی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت شیخ وجہ الدین القاہر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت بہاو الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت سید احمد پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت سید پدھن پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت محبوب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروق سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت حاجی دوست محمد قندہاری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ غلام محمد سواگ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت پیر بے نظیر قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین سند العارفین مظہر فیض القرآن محبوب سبحانی شہباز لامکانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور صاحب ثانی لاثانی دریوی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

الہی بحرمت راز ونیاز حضرت بحرالعلوم و بحرالحق مظہر فیض القرآن ، محبوب الصلحاء، زینت الاولیاء والمشائخ عمدۃ الواصلین قدوۃ السالکین سند العارفین ، مرشد کامل، سیدی و سندی ومرشدی و وسیلتی الی اللہ والی الرسولؐ حضور قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق باباجی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ ومتعنا اللہ بطول حیاتہ